بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 13

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

17 رمضان 1445 ہجری قمری ● 28 امان 1403 ہجری شمسی ● 28 مارچ 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

(سورۃ التوبہ، آیت 41)

ترجمہ : نکل کھڑے ہو ہلکے بھی اور بھاری بھی۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 مارچ 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مطیع و عاصی میں فرق کرنے کیلئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

افسوس کی بات ہے کہ مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جنھوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں، وہ کچھ دبلے نہیں ہو گئے اور جنھوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گزارا ہے، وہ کچھ موٹے نہیں ہو گئے۔ ان کا بھی وقت گزر گیا اور ان کا بھی زمانہ گزر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے، صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی، سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان ماہ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اس قدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا اور مطیع و عاصی میں فرق کرنے کیلئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی تھی۔ سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے۔ طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں۔ کوئی آسائش و آرام کا سامان نہیں، جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ بایں ہمہ جو پرواہ نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔ افسوس خدا کا ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہوگا اور نہ اس سے کبھی پالا پڑے گا اور اس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں۔ کاش منکر غور کریں اور سوچیں کہ کروڑوں سورجوں کی روشنی سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں۔ افسوس کی جگہ ہے کہ ایک جوتا کو دیکھ کر یقینی طور پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا ہے، مگر یہ کس قدر بدبختی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا مخلوق کو دیکھ کر بھی اس پر ایمان نہ ہو۔ یا ایسا ایمان ہو جو نہ ہونے میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہم پر بہت رحمتیں ہیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 431، مطبوعہ 2018 قادیان)

ضعف وغیرہ جسے روزہ چھوڑنے کا بہانا بنایا جاتا ہے اسی کی برداشت کی عادت ڈالنے کیلئے تو روزہ رکھایا جاتا ہے

روزہ اس لئے نہیں رکھایا جاتا کہ انسان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہو اور وہ کوئی ضعف محسوس نہ کرے بلکہ اس لئے رکھایا جاتا ہے کہ اسے ضعف برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہئے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی اختیار کرنی چاہیے کہ شریعت کے احکام کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کیلئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہو جایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کیلئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اُس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کرے۔ ورنہ یوں تو بعض لوگ ہمیشہ ہی کمزور رہتے ہیں تو کیا وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں۔ میں اڑھائی تین سال کا تھا جب مجھے کالی کھانسی ہوئی تھی، اُسی وقت سے میری صحت خراب ہے۔ اگر ایسے ضعف کو بہانہ بنانا جائز ہو تو میرے لئے تو شاید ساری عمر میں ایک روزہ بھی رکھنے کا موقع نہیں تھا۔ ضعف وغیرہ جسے روزہ چھوڑنے کا بہانا بنایا جاتا ہے اسی کی برداشت کی عادت ڈالنے کیلئے تو روزہ رکھایا جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس پر کوئی شخص کہے کہ میں نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس کی وجہ سے بدی کرنے سے رک جاتا ہوں۔ پس روزہ کی تو غرض ہی یہی ہے کہ کمزوری کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو ورنہ یوں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں اس لئے روزہ نہیں رکھتا کہ مجھے بھوک اور پیاس کی تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس قسم کی تکالیف کی برداشت کی عادت پیدا کرنے ہی کیلئے روزہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو شخص روزہ رکھے کیا وہ چاہتا ہے کہ فرشتے سارا دن اس کے پیٹ میں کباب ٹھونستے رہیں۔ وہ جب بھی روزہ رکھے گا اسے بھوک اور پیاس ضرور برداشت کرنی پڑیگی اور کچھ ضعف بھی ضرور ہوگا اور اسی کمزوری اور ضعف کو برداشت کرنیکی عادت پیدا کرنے کیلئے روزہ رکھایا جاتا ہے۔ بے شک روزہ کی اور بھی حکمتیں ہیں جیسے ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے غرباء اور فاقہ زدہ لوگوں کی اعانت کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے مگر بہرحال روزہ اس لئے نہیں رکھایا جاتا کہ انسان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہو اور وہ کوئی ضعف محسوس نہ کرے بلکہ اس لئے رکھایا جاتا ہے کہ اسے ضعف برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔ پس ضعف کے خوف سے روزہ چھوڑنا ہرگز جائز نہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 386، مطبوعہ 2010 قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اسکے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اسکے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

جھوٹ سے اجتناب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اسکے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

اس شمارہ میں

رپورٹ: پیس سمپوزیم جماعت برطانیہ 2024ء
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 1/ مارچ 2024 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 8/ مارچ 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
پیغام حضور انور برموقع پیس سمپوزیم جماعت یونان 2023ء
اعلان وصایا
جنازہ حاضر و غائب
خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

دنیا بھر میں امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عدم انصاف ہی ہے

وہ عالمی طاقتیں جو ویٹو پاور رکھتی ہیں ہمیشہ غیر منصفانہ طور پر اس کا استعمال کرتی ہیں، گویا ان کے ہاتھ میں یہ ترُپ کا پتّا ہے جسے جب چاہا جہاں چاہا استعمال کر لیا

اگر ویٹو پاور کا یونہی غیر منصفانہ استعمال ہوتا رہا تو پھر امن عالم کا تصور ایک دیوانے کے خواب سے بڑھ کر کچھ نہیں

کتنی ہی قومیں اور کتنے ہی ممالک عالمی طاقتوں کی اس رعونت اور بے رحمی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں

قرآن کریم نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم ظلم کرتی ہے تو اس صورت میں بھی دوسری قوم کو حد سے بڑھ کر زیادتی کا اختیار نہیں

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ صرف ایک راستہ سے ان جنگوں کو روکا جاسکتا ہے کہ انصاف کو پھیلانے کی یقین دہانی کرائی جائے اور جو بھی تصفیہ ہو وہ مساوات پر مبنی ہو

یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ جنگیں اور تنازعات جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے خلفائے کرام نے لڑیں وہ مکمل طور پر مدافعانہ نوعیت رکھتی تھیں

مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کا دفاع اور حفاظت کرو بجائے اس کے کہ ان کو نقصان پہنچایا جائے

اگر جنگ مسلط ہو جائے تو دوسری اقوام ظالم کو روکنے کیلئے متحد ہو جائیں،
ایک مرتبہ ظالم طاقت استعمال کرنے سے رُک جائے تو دوسری اقوام فوری طور پر جنگ کو ختم کردیں اور امن کو قائم کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوسری قوموں کے نمائندگان سے
عزت وتکریم اور احترام کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ اگر ایسا نہیں کروگے تو پھر یہ امن وسلامتی کے قیام کیلئے خطرہ ہوگا

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام 18ویں سالانہ پیس سمپوزیم کا انعقاد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

● 30 ممالک سے 1200 مہمانوں کی شرکت ● احمدیہ عالمی امن انعام 2020ء Adi Roche آف آئرلینڈ کو اور 2023ء کا انعام David Spurdle آف یو.کے کو دیا گیا

مورخہ 9 مارچ 2024ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 18ویں سالانہ پیس سمپوزیم کا انعقاد ہوا جس میں 30 ممالک سے بارہ سو افراد شامل ہوئے۔

اسٹیج پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دائیں جانب مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ جبکہ بائیں جانب Liberal Democrats پارٹی کے سربراہ Sir Edward Jonathan Davey تشریف رکھتے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم نفیس احمد قمر صاحب نے سورۃ النساء کی آیت 136 کی تلاوت کی۔ جسکا انگریزی ترجمہ حزیم احمد عارف صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب یوکے نے تعارفی تقریر کی۔

استقبالیہ تقریر میں مکرم امیر صاحب نے سلام کے بعد تمام مہمانان کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ یہ پروگرام اس وقت دنیا کے شدید تناؤ کے ماحول میں ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال ہم نے یہاں یوکرائن رشیا جنگ کے حوالے سے بات کی تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ اب فلسطین اور اسرائیل کا تنازعہ زور پکڑ گیا ہے۔ اس وقت تک بچوں اور عورتوں سمیت کئی ہزار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ دنیا کی لیڈرشپ کی جانب سے ان کے سدِ باب کیلئے خاطر خواہ ٹھوس اقدامات نہیں کیے گئے۔ ہمیں اس وقت جنگ بندی اور متاثرین جنگ تک خوراک اور طبی امداد پہنچانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور گذشتہ دو دہائیوں سے دنیا کو ایٹمی جنگوں کے خطرے سے متنبہ فرما رہے ہیں۔ دنیا کو عالمی امن کیلئے ایک بہتر لیڈرشپ کی ضرورت ہے جو ہمیں نہ صرف موجودہ بلکہ مستقبل کی ہولناکیوں سے بھی متنبہ کرے۔ اس بارے میں آج حضور انور ہماری راہنمائی کیلئے موجود ہیں حضور انور نے متعدد ممالک کی پارلیمنٹس میں خطاب فرمایا ہے اور انسانیت کی بقا کیلئے امن کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ہر مقام پر مل کر امن کے قیام کیلئے باثمر کوششیں کرنے والے ہوں۔ جزاکم اللہ۔

اسکے بعد پیس سمپوزیم میں شامل بعض مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

Dame Siobhain McDonagh
Member of Parliament

آپ نے حالیہ جاری جنگوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ میری ذمہ داری امن کی طرف بلانا ہے۔ لیبر پارٹی امن کے قیام کیلئے کام کر رہی ہے۔ میں ہر ایک کے ساتھ کام کرنے کیلئے تیار ہوں جو امن کیلئے بلاتا ہے اور احمدیہ جماعت امن کیلئے کام کر رہی ہے۔ یہاں برطانیہ میں بھی اسلام کے خلاف نفرت پھیل رہی ہے۔ جماعت احمدیہ جن کا ماٹو ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ ہے یہاں بھی امن کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔ امن اور انصاف کا حقیقی قیام ضروری ہے۔

Jonathan Lord
Member of Parliament

آپ نے کہا کہ معاشرے میں anti Islam اور anti Semitism بڑھ رہی ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کا نعرہ ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ بہت پیارا ہے جس کی سب کو ضرورت ہے۔ میری سب کیلئے نیک تمنائیں ہیں۔ یہ ماٹو ہمیں اتحاد اور باہمی محبت میں بڑھانے کا سبب بنے گا۔

Rt. Hon. Sir Ed Davey
Member of Parliament

موصوف نے کہا کہ میں یہاں کئی پیس سمپوزیم میں شامل ہوا ہوں۔ اس امن کے پیغام کی اس سال بطورخاص سوڈان اور غزہ کے حالات کے تناظر میں بہت ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کو اس معاملہ میں کلیدی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری نظریں آج راہنمائی حاصل کرنے کیلئے حضور انور پر ہیں۔ میں نے جنوری 2009ء میں غزہ کا دورہ کیا تھا۔ وہاں خانہ جنگی کے بعد ناقابلِ بیان مناظر تھے لیکن وہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھا جو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اس نفسیاتی اثر کا مشاہدہ کیا ہے جو اس جنگ کے نتیجے میں دونوں طرف ہو رہا ہے۔ وہاں پر بچوں اور عورتوں کے قتل عام کا بیان ناممکن ہے۔ ہمیں جنگ بندی کی ضرورت ہے۔ ہمیں امن کی ضرورت ہے تاکہ فلسطینی اور اسرائیلی بے خوف زندگی گزار سکیں۔ مجھے حضور کی تقریر کا انتظار ہے کہ وہ اس بارے میں کیا راہنمائی فرمائیں گے۔ میری تمنا ہے کہ آج ہم یہاں صرف کھانے پینے کیلئے نہ اکٹھے ہوئے ہوں بلکہ حضور انور کی باتیں سن کر انہیں عملی جامہ پہنانے والے بھی بنیں۔

احمدیہ امن انعام

بعد ازاں محترم امیر صاحب یوکے نے دو سالوں کے امن انعام وصول کرنے والوں کا تعارف کروایا۔ پہلا 2020ء کا امن انعام تھا جبکہ دوسرا 2023ء کا انعام تھا۔

احمدیہ عالمی امن انعام 2020ء

Adi Roche جن کا تعلق آئرلینڈ سے ہے اور Chernobyl Children’s Project کی سی ای او ہیں اور چرنوبل کے سانحہ کے بعد انہوں نے انسانی بنیادوں پر بچوں کیلئے طبی اور تعلیمی خدمات پیش کیں اس انعام کی مستحق قرار پائیں۔ امیر صاحب نے موصوفہ کا تعارف کروایا اور ان کو انعام لینے اور اسکے بعد مختصر خطاب کی دعوت دی۔ ان کے بارے میں مختصر تعارفی ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔ بعدہ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ سے انعام وصول کیا اور سٹیج پر تشریف لا کر بعد سلام کہا کہ یہ انعام وصول کرنا ان کیلئے باعث اعزاز ہے۔ موصوفہ نے کہا کہ چرنوبل کے سانحہ کی سب سے بڑی قیمت وہاں کے بچوں نے ادا کی۔ انہوں نے اپنی ٹیم میں شامل ڈاکٹرز کی مساعی کا احسن انداز میں ذکر کیا۔ ایک بچی کو ڈاکٹرز نے جواب دے دیا تھا لیکن ہمارا ماٹو ہے کہ آخری سانس تک امید ہوتی ہے اور اس بچی کو بالآخر اس امید نے بچا لیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم سب کو مل کر اس امید کو جگانے کی ضرورت ہے۔ ہم سب کو مل کر انسانیت کو بچانے کی ضرورت ہے تب ہی ہم دنیا کو بچا سکتے ہیں۔

احمدیہ عالمی امن انعام 2023ء

2023ء کا انعام David Spurdle کو دیا گیا جن کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ ان کے ادارہ Stand by Me نے گذشتہ تیس سالوں میں پانچ ہزار سے زائد بچوں کی فلاح کیلئے خدمات پیش کیں۔ ان کے بارے میں مختصر تعارفی ڈاکومنٹری دکھائی گئی جس کے بعد موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انعام وصول کیا اور بعد ازاں سٹیج پر تشریف لا کر مختصر اظہار خیال کیا۔

موصوف نے کہا کہ یہ انعام ان کیلئے اعزاز کی بات ہے۔ انہوں نے لبنان سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ تباہ حال عمارتیں، بدحال لوگ، یتیم بے سہارا بچوں نے مجھے متاثر کیا۔ انہوں نے اپنے کام کے آغاز کا ذکر کیا اور اپنے فلاحی کام کے سفر کا خلاصہ بیان کیا اور آخر پر امن انعام ملنے پر شکریہ ادا کیا۔

خلاصہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور نے تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور فرمایا:

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت ہندؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مصیبت آسان ہے

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہؓ کی جدائی کے غم کا تعلق ہے وہ آخر تک آپؐ کو رہا، ہمیشہ اس کا ذکر کرتے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پُرحکمت انداز میں مسلمان خواتین کو فوت شدگان پر نوحہ کرنے کی ممانعت فرمائی

نُسَیبہ مَازِنِیَہ یعنی حضرت ام عمارہؓ کے سوا کسی عورت کے متعلق ثابت نہیں کہ اس نے اُحد کے روز جنگ میں شرکت کی ہو

حضرت امّ عمارہؓ نے آپؐ سے عرض کیا: ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہم جنت میں آپؐ کے ساتھ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا

اَے اللہ! ان کو جنت میں میرا رفیق اور ساتھی بنا، اسی وقت حضرت ام عمارہؓ نے کہا مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ دنیا میں مجھ پر کیا گزرتی ہے

جنگ اُحد کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تدفین

نیز جنگ احد میں صحابیاتؓ کی جرأت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور وفا کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم غسان خالد النقیب صاحب، مکرمہ نوشابہ مبارک اہلیہ مکرم جلیس احمد مربی سلسلہ، مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید خان صاحب

مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد سلیم صاحب اور مکرم رشید احمد چودھری صاحب آف ناروے کا ذکرِ خیر اور نمازہ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم مارچ 2024ء بمطابق یکم امان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ اُحد کے حالات کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمیوں اور شہداء کو جمع کیا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی اور شہداء کے دفنانے کا انتظام کیا گیا۔ اس وقت آپؐ کو معلوم ہوا کہ ظالم کفارِ مکہ نے بعض مسلمان شہداء کے ناک کان بھی کاٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ جن کے ناک کان کاٹے گئے ہیں ان میں خود آپؐ کے چچا حمزہؓ بھی تھے۔ آپؐ کو یہ نظارہ دیکھ کر افسوس ہوا اور آپؐ نے فرمایا کفّار نے خود اپنے عمل سے اپنے لئے اس بدلہ کو جائز بنا دیا ہے جس کو ہم ناجائز سمجھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس وقت آپؐ کو وحی ہوئی کہ کفّار جو کچھ کرتے ہیں ان کو کرنے دو۔ تم رحم اور انصاف کا دامن ہمیشہ تھامے رکھو۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 254-255) یہ ہے اسلام کی تعلیم۔

حضرت حمزہؓ کی تدفین اور تکفین کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا، کچھ پہلے مَیں مختصر بیان کر چکا ہوں بلکہ تفصیلی بیان کر چکا ہوں۔ بعض باتیں نہیں آئی تھیں۔ جب ان کا سر ڈھانکا جاتا تو دونوں پاؤں سے کپڑا ہٹ جاتا اور جب چادر پاؤں کی طرف کھینچ دی جاتی تو ان کے چہرے سے کپڑا ہٹ جاتا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپؓ کا چہرہ ڈھانک دیا جائے اور پاؤں پر حَرمل یا اذخر گھاس رکھ دی جائے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو جو کہ آپؐ کے بھانجے تھے ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ الطبقات الکبریٰ کا یہ حوالہ ہے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 6-7، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (مسند احمد، جلد 7، صفحہ 72، حدیث 21387، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اور ان شہداء کی نماز جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں بحث مَیں گذشتہ خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔

نَوحہ اور بَین جو مُردوں پہ، فوت شدگان پہ کیا جاتا ہے اس کی کس پُرحکمت انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی۔

ایک روایت میں آتا ہے اور یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد سے واپس لَوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ انصار کی عورتیں اپنے خاوندوں پر روتی اور بَین کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا بات ہے حمزہؓ کو کوئی رونے والا نہیں؟ انصار کی عورتوں کو پتہ چلا تو پھر وہ حضرت حمزہؓ کی شہادت پر بَین کیلئے اکٹھی ہوگئیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی۔ میرے خیال میں مسجد میں ہی کچھ فاصلے پہ تھے۔ اور جب بیدار ہوئے تو وہ خواتین اسی طرح رو رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج یہ لوگ حمزہ کا نام لے کر روتی ہی رہیں گی؟ بند نہیں کریں گی۔ انہیں کہہ دو کہ واپس چلی جائیں۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اپنے گھروں کو واپس لَوٹ جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے کا ماتم اور بَین نہ کریں۔ (مسند احمد، جلد 2، صفحہ 418-419، حدیث 5563، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں پر نوحہ کرنا ناجائز قرار دیا اور کسی بھی قسم کا نوحہ اور بین ختم کر دیا۔ یوں بڑی حکمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں کے جذبات کا خیال رکھا۔ انہیں اپنے خاوندوں اور بھائیوں کی جدائی پر ماتم سے روکنے کی بجائے حضرت حمزہؓ کا ذکر کیا۔ ان پر رونے والا کوئی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہؓ کی شہادت پر پھر لاش کی بے حرمتی دیکھ کر شدید غم تھا لیکن جب دیکھا کہ انصار عورتیں اب یہ نوحہ بند ہی نہیں کر رہیں۔ یہ ایک رسم ہی تھی تو پھر اس پر اس رسم کو ختم کرنے کیلئے اپنا نمونہ پیش کر دیا اور انہیں صبر کی تلقین کی۔ ایسی تلقین جو پُر اثر تھی۔

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہؓ کی جدائی کے غم کا تعلق ہے وہ آخر تک آپؐ کو رہا۔ ہمیشہ اس کا ذکر کرتے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر اپنے مرثیہ میں کہا تھا کہ میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور حمزہ کی موت پر انہیں رونے کا بجا طور پر حق بھی ہے۔ مگر خدا کے شیر کی موت پر رونے دھونے اور چیخ و پکار سے کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ وہ خدا کا شیر حمزہ کہ جس صبح وہ شہید ہوا دنیا کہہ اٹھی کہ شہید تو یہ جوانمرد ہوا ہے۔

(اسد الغابہ، جلد 2، صفحہ 69، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت مُصعبؓ کی تدفین کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت مصعبؓ کی نعش کے پاس پہنچے۔ ان کی نعش چہرے کے بل پڑی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کھڑے ہوکر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (الاحزاب: 24) کہ مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْھَدُ اَنَّکُمُ الشُّھَدَاءُ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کہ خدا کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن بھی اللہ کے ہاں شہداء ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کی زیارت کر لو اور ان پر سلام بھیجو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روز قیامت تک جو بھی ان پر سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ حضرت مصعبؓ کے بھائی حضرت ابو رُوم بن عُمیرؓ حضرت سُوَیبِط بن سعدؓ اور حضرت عامر بن رَبیعہؓ نے حضرت مصعبؓ کو قبر میں اتارا۔

(الطبقات الکبریٰ، جزء 3، صفحہ 89-90، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت خاتم النّبیینؐ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ’’اُحد کے شہداء میں ایک صاحب مصعب بن عمیرؓ تھے۔ یہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے۔ زمانہ جاہلیت

میں مصعبؓ مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اور بانکے سمجھے جاتے تھے‘ بڑے اچھے لباس پہننے والے اور بڑے رکھ رکھاؤ والے تھے۔’’ اور بڑے ناز و نعمت میں رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کی حالت بالکل بدل گئی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے بدن پر ایک کپڑا دیکھا جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپؐ کو ان کا وہ پہلا زمانہ یاد آ گیا تو آپؐ چشم پُرآب ہو گئے۔’’ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔’’ اُحد میں جب مصعب شہید ہوئے تو ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں تھا کہ جس سے ان کے بدن کو چھپایا جا سکتا ہو۔ پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا اور سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سر کو کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔‘‘

(سیرت خاتم النّبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 501)

اُحد کے دن جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا بھی کی۔ اسکے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع زُرَقیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمان آپؐ کے اردگرد تھے۔ اکثر زخمی تھے اور بنو سلمہ اور بنو عبد الاُشْھَل کے زخمی زیادہ تھے اور آپؐ کے ساتھ چودہ خواتین تھیں۔ جب اُحد کے نیچے پہنچے تو آپؐ نے فرمایا تم سب صف بناؤ تا کہ مَیں اپنے رب تعالیٰ کی ثنا کروں تو آپؐ کے پیچھے مَردوں نے صف بنائی اور ان کے پیچھے عورتوں نے تو آپؐ نے یہ کلمات کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، اَللّٰھُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَنْ أَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَعِّدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ. اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِي لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ، اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ۔ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ. [وَالْغِنٰى يَوْمَ الْفَاقَةِ] اَللّٰھُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا. اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ، إِلٰهَ الْحَقِّ۔ [آمين]۔

اَے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ اَے اللہ! جس چیز کو تُو کشادہ کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تُو قبض کر لے اس کو کوئی کشادہ نہیں کر سکتا اور جس کو تُو گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو تُو ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جو چیز تُو روک لے اس کا کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جو تُو عطا کرے اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تُو دُور کر دے اس کو کوئی قریب کرنے والا نہیں ہے اور جس کو تُو قریب کر دے اس کو کوئی دُور کرنے والا نہیں ہے۔ اَے اللہ! ہم پر اپنی برکات اور رحمت اور اپنے فضل اور رزق میں سے کشادگی کر۔ اَے اللہ! ہم تجھ سے تیری ایسی قائم ہونے والی نعمتوں کا سوال کرتے ہیں جو نہ پھریں اور نہ زائل ہوں۔ اَے اللہ! ہم فقر کے دن تجھ سے نعمتوں کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے خوف کے دن امن کا سوال کرتے ہیں اور فاقے کے دن غنیٰ کا۔ اَے اللہ! مَیں تجھ سے ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو تُو نے ہمیں عطا کیں اور اس کے شر سے جس سے تُو نے ہمیں منع کیا۔ اے اللہ! ایمان کو ہماری طرف محبوب کر دے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزیّن کر دے اور ہماری طرف کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسند کر دے اور ہمیں سیدھی راہ پر چلنے والوں میں سے بنا دے۔ اَے اللہ! ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ کر اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ اس طرح لاحق کر دے کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ فتنے میں پڑیں۔ اَے اللہ! ان کافروں کو ہلاک کر دے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے روکتے ہیں اور ان پر اپنی سزا اور عذاب نازل کر۔ اَے اللہ! اے معبودِ حق!! اہل کتاب کافروں کو ہلاک کر۔ آمین۔ (سبل الہدی والرشاد، جلد 4، صفحہ نمبر 227، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) یہ دعا تھی جو آپؐ نے وہاں اس وقت سب لوگوں کو اکٹھا کر کے پڑھی۔

غزوۂ اُحد میں صحابیات کے کردار کا مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا، مزید ذکر کرتا ہوں۔

غزوۂ اُحد میں جہاں مَردوں نے جاں نثاری کی تاریخ رقم کی وہاں خواتین نے بھی اسلامی لشکر کے شانہ بشانہ خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت ام سَلَمہؓ کے بارے میں روایت میں ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے غزوۂ اُحد میں شرکت کی تھی۔

چنانچہ حضرت مُطَّلِب بن عبد اللہ بن حَنْطَبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں مدینہ کے قریب ایک جگہ ’’شیخین‘‘ کے پاس رات قیام کیا جہاں حضرت ام سلمہؓ ایک بھنی ہوئی دستی لائیں جس میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ اسی طرح نبیذ لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ پی۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 67، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ حریرہ کی طرح کی کوئی چیز تھی۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن مَیں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اپنی والدہ امّ سُلَیم کو دیکھا۔ وہ مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا جب اُحد کا دن ہوا تو لوگ شکست کھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ گئے یعنی پرے چلے گئے۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ اَور مَیں نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر کو دیکھا اور حضرت امّ سُلَیمؓ کو اور انہوں نے اپنے کپڑے مضبوطی سے باندھے ہوئے تھے مَیں ان دونوں کی پنڈلیوں کی پازیبیں دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے مشکیں لے جا رہی تھیں اور اسکے علاوہ کسی دوسرے نے کہا، دوسری روایت یہ ہے کہ وہ دونوں اپنی کمروں پر مشکیں اٹھا کر لا رہی تھیں۔ پھر وہ دونوں لوگوں کے منہ میں ان کو انڈیلتی تھیں یعنی پانی پلا رہی تھیں۔ پھر وہ دونوں واپس ہوتیں اور انہیں بھر کے لاتیں۔ پھر وہ دونوں آتیں اور وہ ان کو لوگوں کے منہ میں انڈیلتیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجھاد، باب غزو النساء وقتالھن مع الرجال، حدیث 2880)

حضرت ابوسعید خُدْرِیؓ کی والدہ امّ سَلِیطؓ بھی دُور سے پانی کے مشکیزے بھر بھر کے لاتیں اور دوسری طرف زخمیوں اور پیاسوں کو پانی پلاتیں۔ حضرت امّ عطیہؓ نے بھی یہی خدمات سرانجام دیں مگر کچھ دیگر مسلم خواتین باقاعدہ نیزہ اور تلوار ہاتھ میں لے کر دشمنوں سے دُو بدو جنگ بھی کرتی رہی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت امّ عمارہؓ ہیں جیسا کہ مَیں گذشتہ خطبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انہوں نے ابن قمئہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوتے دیکھا تو بلا خوف و خطر عرب کے اس شہ سوار کے سامنے مقابلہ کیلئے ڈٹ گئیں اور اس پر متعدد حملے کر کے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا۔

(غزوات و سرایا از محمد اظہر فرید، صفحہ 198، فریدیہ پبلشرز ساہیوال 2018ء)

ابن ابی شَیبہ اور امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ اُحُد کے دن عورتیں مسلمانوں کے پیچھے مشرکین کے زخمی لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتی تھیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 203، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

بعض صحابیات اُحد کے میدان میں جنگ کے بعد آئیں۔

چنانچہ بیان ہوا ہے کہ جب مشرکین چلے گئے تو عورتیں صحابہ کرامؓ کے پاس آئیں ان میں آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں تو ان کو چمٹ گئیں اور آپؐ کے زخم دھونے لگیں اور علیؓ ڈھال کے ذریعہ پانی بہاتے تھے لیکن خون زیادہ بہہ رہا تھا۔ حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا کچھ حصہ جلا کر راکھ بنا لی اور اس سے زخم کی ٹکور کی، یہاں تک کہ وہ زخم کے ساتھ مل گئی اور خون رک گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 209-210، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت عائشہؓ غزوۂ اُحد کے بارے میں خبر لینے کیلئے مدینہ کی عورتوں کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں۔ اس وقت تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ حَرَّہ کے مقام پر پہنچیں تو آپؓ کی ملاقات ھِند بنت عَمروؓ سے ہوئی جو حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت ھِندؓ اپنی اونٹنی کو ہانک رہی تھیں۔ اس اونٹنی پر آپؓ کے شوہر حضرت عَمرو بن جَمُوحؓ، بیٹے حضرت خَلَّاد بن عمروؓ اور بھائی حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کی نعشیں تھیں۔ تینوں کی نعشیں اونٹ پہ تھیں۔ جب حضرت عائشہؓ نے میدانِ جنگ کی خبر لینے کی کوشش کی تو حضرت عائشہؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں کچھ خبر ہے کہ تم لوگوں کو کس حال میں پیچھے چھوڑ آئی ہو؟ اس پر حضرت ھِندؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔

اب اپنے تین قریبی رشتہ داروں کی، خاوند بیٹا اور بھائی کی لاشیں اٹھائی ہوئی ہیں لیکن پوچھنے پر یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ہیں تو سب ٹھیک ہے۔ ان کو تو مَیں دفنا ہی دوں گی اب۔ جب آپؐ خیریت سے ہیں تو پھر کوئی ایسی بات ہی نہیں۔

(کتاب المغازی، جلد 1، صفحہ 232-233، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ام عُمارہؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن مَیں یہ دیکھنے کیلئے روانہ ہوئی کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میرے پاس پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ تھا جو مَیں نے زخمیوں کو پلانے کیلئے ساتھ لیا تھا یہاں تک کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے درمیان میں تھے اور مسلمانوں کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر اچانک مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔ مَیں جلدی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی اور کھڑی ہو کر جنگ کرنے لگی۔ مَیں تلوار کے ذریعہ دشمنوں کو آپؐ کے قریب آنے سے روک رہی تھی۔ ساتھ ہی مَیں کمان سے تیر بھی چلا رہی تھی یہاں تک کہ اسی میں خود بھی زخمی ہو گئی۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 313، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک سیرت نگار نے بیان کیا ہے کہ جس عورت نے جنگِ اُحد میں جنگ کی اور شکست کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے بہادری کی حد تک پہنچی ہوئی تیر اندازی کی وہ حضرت امّ عمارہؓ تھیں، اُمّ عُمارہ نُسَیْبَہ مَازِنِیَہ تھیں۔ (غزوہ احد از محمد احمد باشمیل، صفحہ 171، نفیس اکیڈمی کراچی)

نُسَیْبَہ مَازِنِیَہ یعنی حضرت ام عُمارہؓ کے سوا کسی عورت کے متعلق ثابت نہیں کہ اس نے اُحد کے روز جنگ میں شرکت کی ہے۔

ہاں مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی کچھ عورتیں مشرکین کے ہٹ جانے کے بعد مدینہ سے میدانِ کارزار کی طرف گئیں اور انہوں نے زخمیوں کی امداد کرنے اور پانی پلانے وغیرہ میں حصہ لیا۔ ان عورتوں میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہؓ اور آپ کی بیٹی فاطمۃ الزہراءؓ شامل تھیں۔ بخاری نے ایک راوی کو روایت کیا ہے کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سُلَیمؓ کو دیکھا۔ یہ دونوں تیزی سے پانی کے مشکیزوں کو اپنی پشت پر اچھالتیں اور لوگوں کے مونہوں میں پانی ڈالتیں۔ پھر واپس آکر انہیں بھرتیں، پھر آتیں اور لوگوں کے مونہوں میں پانی ڈالتیں۔ (غزوہ احد از محمد احمد باشمیل، صفحہ 175، نفیس اکیڈمی کراچی)

ایک مصنف لکھتا ہے کہ گھمسان کے رَن کے وقت مسلمانوں کی کچھ عورتیں امدادی کارروائی کیلئے تیار ہوئیں۔ ان عورتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حضرت امّ ایمنؓ بھی شامل تھیں۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب مسلمانوں کی شکست خوردہ پارٹی نے مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت امّ ایمنؓ انہیں ملیں اور آپؓ ان کے چہرے پر مٹھیوں سے مٹی ڈالنے لگیں اور بعض کو زجر و توبیخ کے طور پر کہنے لگیں۔ بڑی ڈانٹ ڈپٹ ان سے کی کہ تم لڑ نہیں سکتے تو یہ تکلا لو یعنی تکلا وہ جس سے عورتیں سوت کاتتی ہیں۔ دھاگے بناتی ہیں اور اپنی تلوار لاؤ یعنی تلواریں ہمیں دے دو اور تم ہمارے عورتوں والے کام کرو۔ اسکے بعد تیزی سے میدانِ جنگ پہنچ گئیں۔ حضرت ام ایمنؓ زخمیوں کی امداد کیلئے تیار ہوتی تھیں جبکہ لڑائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیزی سے ہو رہی ہوتی تھی حتی کہ انہیں امدادی کارروائی کے دوران مشرکین کے تیر بھی لگتے تھے۔ ابن اثیر کی کتاب الکامل فی التاریخ میں ہے کہ حضرت ام ایمنؓ فوج میں زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں کہ حِبّان بن عَرِقَہ نے آپ کو تیر مارا تو آپؓ گر پڑیں اور برہنہ ہو گئیں تو یہ دشمنِ خدا اس پہ بہت ہنسا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بڑی گراں گزری۔ آپؐ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک تیر دیا جس کا پھل نہ تھا اور فرمایا: اسے مارو! حضرت سعدؓ نے اسے مارا تو وہ تیر حِبّان کے سینے میں جا لگا اور وہ چِت ہو کر گر پڑا حتی کہ برہنہ ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسکرائے۔ آپؐ نے فرمایا: سعد نے امّ ایمن کا قصاص لے لیا ہے۔

ایک سیرت نگار نے لکھا ہے کہ خاتمہ جنگ پر کچھ مومن عورتیں میدان جہاد میں پہنچیں۔ چنانچہ ایک سیرت نگار نے لکھا ہے کہ یہ جلیل القدر خواتین اس وقت میدانِ جنگ میں گئیں جب مسلمانوں نے مشرکوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور انہیں فتح کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔

(غزوہ احد از محمد احمد باشمیل، صفحہ 176-177، نفیس اکیڈمی کراچی) (الرحیق المختوم مترجم، صفحہ 377، المکتبۃ السّلفیہ لاہور) (سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 6، صفحہ 393، مکتبہ دار السلام ریاض)

مختصر یہ کہ مسلم خواتین میدان اُحد کی طرف اس وقت گئی ہوں گی۔ یہ امکانات ہی ہیں۔ وہ مسلمانوں کی فوج میں تو باقاعدہ شامل نہیں تھیں۔ نمبر ایک کہ جب مسلمانوں کی ابتدائی فتح کی خبر مدینہ پہنچی تو یہ خبر سن کر وہ اُحد کی طرف آئی ہوں گی لیکن تب تک جنگ کا نقشہ بدل چکا تھا۔ لہٰذا مسلمان عورتوں نے بھی میدان جنگ میں حصہ لیا۔ دوسرے یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پہنچی ہو گی تو یہ جاں نثار خواتین بھی بے قرار ہو کر اُحد کی طرف چلی آئی ہوں گی اور پھر وہ جنگ کے اس آخری مرحلے میں شامل ہوئی ہوں گی جس میں ایک طرف دفاعی حملہ جاری تھا اور دوسری طرف زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام شروع تھا۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔

غزوۂ اُحد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اپنے والدین کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی تھا جس نے مسلمانوں میں آگ لگا رکھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یعنی حضرت سعدؓ سے فرمایا تم تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ یعنی ماں باپ، والدین کو اکٹھا کیا۔ مراد یہ ہے کہ آپ نے کہا تم پہ میرے ماں باپ قربان۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں: مَیں نے وہ تیر جس کا پھل نہیں تھا اس کے پہلو میں مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا اور اس کا ستر کھل گیا اور مَیں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاصؓ، حدیث 6237)

ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ اس مشرک نے، اس کا نام بعض تاریخ کی کتابوں میں حِبّان بتایا جاتا ہے، ایک تیر چلایا جو حضرت ام ایمنؓ کے دامن میں جا لگا جبکہ وہ زخمیوں کو پانی پلانے میں مصروف تھیں۔ اس پر حِبّان ہنسنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو ایک تیر پیش کیا۔ وہ تیر حِبّان کے حلق میں جا لگا اور وہ پیچھے گر پڑا جس سے اس کا ننگ ظاہر ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔

(الاصابہ، جلد 3، صفحہ 64، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشی اور مسکراہٹ اللہ کے اس احسان پر تھی کہ اس نے ایک خطرناک دشمن کو ایک ایسے تیر سے راستے سے ہٹایا جس کا پھل بھی نہیں تھا۔ (ماخوذ از صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 41 حاشیہ، نور فاؤنڈیشن) سیدھا سیدھا ایک سوٹی تھی جس نے اس کو مار دیا۔

ایک مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور فراست کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب خالد بن ولید کی قیادت میں قریشی شہسوار عبداللہ بن جُبَیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرتے ہوئے جو درّے پہ کھڑے تھے یہ لوگ اسلامی لشکر کی پشت پر نمودار ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف نو صحابہؓ کی نفری موجود تھی۔ دیگر مجاہدین تو دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے میدان میں بہت دُور پہنچ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی خالد بن ولید اور قریشی شہسواروں کو دیکھا تو فوری طور پر ایک دلیرانہ فیصلہ کیا۔ ورنہ بہت آسان تھا کہ آپؐ پر ابھی شہسواروں کی نگاہ نہیں پڑی تھی اور آپؐ پہلے خود کو محفوظ پناہ گاہ کی طرف لے جاتے لیکن ایسے میں اسلامی لشکر کا بے شمار نقصان ہونا لازمی تھا۔ اپنے آپ کو محفوظ کر سکتے تھے لیکن اپنی حفاظت میں اسلامی لشکر کا نقصان ہو سکتا تھا، اس لیے آپؐ نے فیصلہ یہ کیا۔ آپؐ نے فرار کا راستہ اپنانے کی بجائے بلند آواز میں نعرہ لگایا تا کہ اسلامی لشکر سن کر پشت کو دیکھے تو ایسے میں جبکہ اسلامی لشکر میدان میں بہت آگے تھا ان سے پہلے قریشی شہسواروں تک آپؐ کی آواز کا پہنچنا بھی لازم تھا۔ آزمائش کی اس گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبقریت اور بے مثال شجاعت یعنی عجیب و غریب قسم کی اور بے مثال شجاعت نمایاں ہوئی کیونکہ آپؐ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر صحابہ کرامؓ کی جان بچانے کا فیصلہ فرمایا تھا اور نہایت بلند آواز سے صحابہؓ کو پکارا۔ اللہ کے بندو! ادھر۔ آپؐ کی آواز پورے میدان میں گونج گئی تھی۔ صحابہ کرامؓ کو بھی حالات کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا چونکہ وہ کافی فاصلے پر موجود تھے لہٰذا ان سے پہلے قریشی شہسواروں کے ایک دستے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا اور باقی شہسواروں نے تیزی کے ساتھ مسلمانوں کو گھیرنا شروع کر دیا۔

(غزوات و سرایا، صفحہ 183-184، مطبوعہ فریدیہ پرنٹنگ پریس ساہیوال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی حالت میں بھی حواس قائم رکھنا اور صحابہؓ کی راہنمائی کرنا، ان کی حوصلہ افزائی فرمانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ عُتبہ بن ابی وقاص نے جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھائی تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر کھینچ کر مارا جو آپؐ کے منہ پر لگا اور آپؐ کا نچلا رباعی دانت یعنی سامنے والے دو دانتوں اور نوکیلے دانت کے درمیان والا دانت ٹوٹ گیا۔ ساتھ ہی اس سے نچلا ہونٹ پھٹ گیا۔ شارع بخاری علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ دانت کا ایک ٹکڑا ٹوٹا تھا جڑ سے نہیں اکھڑا تھا۔

(فتح الباری، جلد 7، صفحہ 464، حدیث 4070، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی وقاص کے خلاف یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ لَا يَحُوْلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتّٰى يَمُوْتَ كَافِرًا۔ اے اللہ! ایک سال گزرنے سے پہلے ہی اس کو کافر کی حیثیت سے موت دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دعا قبول فرمائی اور اس کو اسی دن حاطب بن ابی بلتعہؓ نے قتل کر دیا۔ حضرت حاطبؓ کہتے ہیں کہ جب مَیں نے عتبہ بن ابی وقاص کی یہ شرمناک جسارت دیکھی تو مَیں نے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عتبہ کدھر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سمت اشارہ کیا جس طرف وہ گیا تھا۔ مَیں فوراً ہی اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک جگہ مَیں اس کو پانے میں کامیاب ہو گیا۔ مَیں نے فوراً ہی اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اسکی گردن کٹ کر دُور جا گری۔ مَیں نے بڑھ کر اس کی تلوار اور گھوڑے پر قبضہ کیا اور اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے یہ خبر سن کر دو مرتبہ فرمایا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ۔ یعنی اللہ تم سے راضی ہو گیا۔ اللہ تم سے راضی ہو گیا۔ (سیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 317، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

غزوۂ اُحد کے موقع پر حضرت امّ عمارہ یعنی نُسَیبَہ رضی اللہ عنہا، ان کے شوہر حضرت زید بن عاصمؓ اور ان کے دونوں بیٹے خُبیبؓ اور عبداللہؓ سب کے سب جنگ کیلئے گئے تھے۔ پہلے بھی مَیں نے ذکر کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو فرمایا تھا کہ اللہ تم گھر والوں پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تمہارے گھرانے میں برکت عطا فرمائے۔ اس پر حضرت امّ عمارہؓ نے آپؐ سے عرض کیا: ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہم جنت میں آپؐ کے ساتھ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! ان کو جنت میں میرا رفیق اور ساتھی بنا۔ اسی وقت حضرت ام عمارہؓ نے کہا مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ دنیا میں مجھ پر کیا گزرتی ہے۔ (سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 314، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ تھی ان مخلص صحابیاتؓ کی جرأت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور وفا کی مثال۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کے دین کی خاطر قربانی کرنے کے مقابلے پر دنیا حقیر چیز تھی۔ بعض دفعہ دنیاوی عورتوں کو بڑا ہوتا ہے لیکن یہ دین پہ قربان ہونے والی عورتیں تھیں۔

اس سے باقی ان شاء اللہ مَیں آئندہ بیان کروں گا۔ نماز کے بعد کچھ مرحومین کی نماز جنازہ بھی ہے۔ ان کا ذکر بھی کر دیتا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (بقرہ:186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

طالب دعا : بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ:33)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

پہلا ذکر ہے مکرم غسان خالد النقیب صاحب۔ یہ سیریا کے ہیں۔ گذشتہ دنوں اٹھہتر 78 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں خود بیعت کی تھی۔ پھر ان کی تبلیغ سے ان کے بیٹے نے بھی بیعت کرلی۔ بیٹی اور بیوی نے ابھی بیعت نہیں کی۔

مرحوم کے بیٹے حسام النقیب صاحب لکھتے ہیں۔ میرے والد میرے دوست اور ساتھی تھے۔ انہوں نے ہی مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا راستہ دکھایا۔ نوّے کی دہائی میں والد صاحب کا جماعت سے تعارف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے پروگرام لقاء مع العرب کے ذریعہ ہوا۔ اس سے قبل والد صاحب کا دین کے بارے میں صرف یہی نظریہ تھا کہ دین محض حسنِ سلوک کا نام ہے لیکن جب انہوں نے پروگرام ’’لقاء مع العرب‘‘ دیکھا تو کہا کہ اگر کہیں کوئی نیک عالم دین ہے تو وہ یہ شخص یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور اگر صحیح دین اسلام کہیں ہے تو وہ یہی ہے جو یہ لوگ بتا رہے ہیں۔ اس وقت والد صاحب کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ اس وقت انہوں نے نماز پڑھنا سیکھی کیونکہ اس وقت سے پہلے انہوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اور پھر ایسے اس پر کاربند ہوئے کہ مجھے نہیں یاد کہ کبھی انہوں نے نمازِ تہجد بھی چھوڑی ہو۔ کہتے ہیں کہ والد صاحب نے 2003ء میں بیعت کی پھر ایک ماہ بعد انہوں نے مجھے بھی قائل کرلیا۔ پھر لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی کے آخری دنوں کی یہ بات ہے کہ جب والد صاحب نے عبدالحئی بھٹی صاحب مربی سلسلہ کے ذریعہ نظامِ وصیت کے بارے میں سنا تو فوراً نظام وصیت میں شامل ہوگئے۔ اس وقت انہیں کہا گیا کہ پہلے رسالہ الوصیت پڑھ لیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ مَیں وہ تو لازمی پڑھوں گا اور اسے سمجھنے کی کوشش بھی کروں گا لیکن اس سے میری اس نظام سے محبت اور اس سے منسلک ہونے کے جوش میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی بلکہ اس کا مطالعہ مجھے اس پر یقین میں مزید بڑھائے گا۔ مجھے یقین تو پہلے ہی ہے اس کے حق ہونے پر۔ جب سے والد صاحب کا جماعت سے تعارف ہوا، جماعت کے لٹریچر میں سے جو کچھ بھی انہیں ملتا اس کا مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے اور پھر اسے سمجھ کر کمپیوٹر پر اپنے طریق سے اس کے بارے میں لکھ لیتے، اپنے نوٹس بناتے۔ کہتے ہیں مجھے اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی عمر دے دے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے تمام لٹریچر کو پڑھ سکوں تا جو کچھ مَیں نے گذشتہ زندگی میں کھویا ہے اس کا تدارک کرسکوں۔ مرحوم کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر سے عشق تھا اور اسے انہوں نے متعدد بار پڑھا۔ یہ بیٹا کہتا ہے کہ جب کبھی مجھے کسی مضمون کے بارے میں کوئی ضرورت پیش آتی تو والد صاحب اس مضمون کو مکمل تفصیل کے ساتھ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلفائے کرام کی کتب سے نکال کردے دیتے۔ یہاں سے جو میرا لائیو خطبہ جاتا ہے مرحوم خطبہ جمعہ کے ترجمہ کی نظرِ ثانی کا کام بھی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح عربک ڈیسک کی طرف سے دیے گئے نظرِ ثانی کے کاموں میں بسا اوقات گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ کہتے ہیں کبھی مَیں کہتا کہ آرام کریں تو جواب دیتے کہ مجھے تو جماعت کے کام میں ہی آرام ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کتب کے ترجمہ کی نظرِ ثانی کے دوران اکثر ان کی آنکھیں بھر آتی تھیں۔ جب بیعت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا واقعہ سنایا کہ وہ بیعت کرکے اپنے گاؤں آئے تو ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور سب کو مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔ اسکے بعد والد صاحب کا بھی یہی طریق تھا کہ جو شخص بھی ان سے ملنا چاہے پانچ منٹ کیلئے ہی کیوں نہ ملا ہو وہ اس کو مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کے بارے میں ضرور بتا دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ میرا کام مسیح موعودؑ کی آمد کی خوشخبری سنانا ہے۔ اگر کسی کو سمجھ آ گئی تو ٹھیک ہے۔ نہ آئی تو کم از کم مَیں نے بیج تو پھینک دیا ہے اس کا اُگانا خدا تعالیٰ کا کام ہے، خدائے ہادی کا کام ہے۔

سیریا کے وسیم محمد صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کے بعد مرحوم دل موہ لینے والے اسلوب سے درس دیا کرتے تھے۔ 2019ء سے 2022ء تک انہوں نے سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی۔ مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا بے حد شوق تھا بلکہ وہ خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں آنے والے مشکل الفاظ کے معانی اور شرح لکھتے رہتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیرِ کبیر کے ترجمہ کا مطالعہ کرکے اس میں سے قصص الانبیاء کو الگ نکال کر قدرے اختصار کے ساتھ ایک کتابی شکل میں پیش کیا جو جماعت کی عربی ویب سائٹ پر موجود ہے اور افراد جماعت احمدیہ اور خصوصاً بچے اس سے بہت استفادہ کرتے ہیں۔

عبادہ بربوش صاحب رسالہ التقویٰ کے ایڈیٹر ہیں، کہتے ہیں کہ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ خلافت کے ساتھ غیر معمولی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ بڑھاپا اور اپنی ملازمت ہونے کے باوجود مرحوم رضاکارانہ طور پر رسالہ التقویٰ میں خدمت بجالاتے اور جب بھی کوئی ذمہ داری دی جاتی تو اسے اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ سات سال مرحوم نے رسالہ التقویٰ کے پرانے شمارے ٹائپ کرنے اور ان کو کمپیوٹرائز کرنے میں ہماری بہت مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کے حق میں ان کی دعائیں قبول فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے عزیزہ نوشابہ مبارک اہلیہ عزیزم جلیس احمد مربی سلسلہ جو یہیں شعبہ آرکائیو میں اور الحکم میں ہیں، ان کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں پاکستان سے واپس آتے ہوئے ربوہ اور لاہور کے درمیان ایک حادثے کا شکار ہوگئیں اور ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کے پسماندگان میں میاں اور والدین کے علاوہ چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ مرحومہ کی وصیت کی کارروائی ہو رہی تھی کہ اچانک وفات ہوگئی ہے۔ بہرحال وہ کارروائی تو ہو رہی ہے، ان شاء اللہ وصیت تو ان کی ہوجائے گی۔ اس لحاظ سے موصیہ ہیں۔

ان کے میاں عزیزم جلیس احمد لکھتے ہیں کہ خاکسار اللہ کا شکرگزار ہے کہ اللہ نے خاکسار کو ایک ایسی بیوی سے نوازا جو بہت سی خوبیوں کی مالک تھی۔ اس نے واقف زندگی سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہمیشہ مذہب کو ترجیح دی۔ ایک بار بھی مجھ سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ہمیشہ دوسروں کیلئے خوشی کا باعث بنتی تھی۔ جماعت میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اسسٹنٹ سیکرٹری مال اور اسسٹنٹ سیکرٹری وصیت کے طور پر معاونت کی۔ بہت محنتی اور لگن سے کام کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ میرے کام میں بھی میری مدد کی۔ کبھی میرے جماعتی کام میں اعتراض نہیں کیا۔ اس نے کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ درحقیقت وہ وقف کی روح کو صحیح معنوں میں سمجھتی تھی۔ ہر رمضان میں کم از کم تین بار اور کبھی چار بار قرآن پاک کا دَور ترجمہ کے ساتھ مکمل کرتی تھی۔ خلافت کیلئے گہری عزت اور محبت رکھتی تھی۔

ان کی والدہ زیب النساء صاحبہ کہتی ہیں۔ مرحومہ میری سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ سب سے بہت پیار کرنے والی اور ملنسار بچی تھی۔ ہم سب کو بہت پیار دیا۔ میرے سب بچوں میں زیادہ سمجھدار تھی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھی۔ جماعتی کاموں میں سب سے آگے آگے رہتی تھی۔ حافظ آباد کے گاؤں پیر کوٹ ثانی میں مَیں صدر لجنہ تھی تو کام میں بہت مدد کرتی تھی۔ ربوہ آکر بھی جماعتی کاموں میں مدد کی۔

کامران شاہد بھائی ہیں، کہتے ہیں مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں نظام الدین صاحب بافندہ کی پڑپوتی تھی۔ بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والی اور سب سے پیار کرنے والی تھی۔ اور خلافت کے ساتھ انتہائی اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ سب کو، ان کے والدین کو بھی اور خاوند کو بھی اور عزیزوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اگلا ذکر مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ عبدالحمید خان صاحب مرحوم ربوہ کا ہے جو عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ کی والدہ تھیں۔ ان کی گذشتہ دنوں بانوے 92 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

قیوم پاشا صاحب لکھتے ہیں کہ آپ مکرم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم سابق وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔ والدین نے 1929ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ شروع سے ہی روحانی خزائن کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے زندگی میں متعدد بار روحانی خزائن کا مطالعہ مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ تفسیر کبیر اور دیگر جماعتی لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا۔ اپنے محلے دارالعلوم وسطی میں صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کے بعض رشتہ داروں نے والدہ کو کہا کہ آپ کا ایک ہی بیٹا ہے، خاوند آپ کے فوت ہو گئے ہیں، اس کو جامعہ میں مربی بنانے کے بجائے جس کو صرف گزارہ الاؤنس ملتا ہے، کسی اَور فیلڈ میں بھیجیں۔ اس پر والدہ نے جواب دیا کہ یہ جامعہ میں داخل ہوگا۔ اور جہاں تک رزق کا تعلق ہے تو خدا تعالیٰ رازق ہے۔ مجھے اس پر بھروسہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جونہی والدہ کو پنشن ملتی یا کسی اَور ذریعہ سے آمدن ہوتی تو فوراً سیکرٹری مال کے گھر میں اپنا چندہ وصیت ادا کرکے آتیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سیکرٹری مال کو چندہ کیلئے ہمارے گھر آنا پڑا ہو۔ ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ عبدالقیوم پاشا ان کے بیٹے جیسا کہ مَیں نے بتایا آئیوری کوسٹ کے مشنری انچارج ہیں اور میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے والدہ کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی والدہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد سلیم صاحب لاہور کا ہے۔ یہ محمد نعیم اظہر صاحب مبلغ انچارج سیرالیون کی والدہ تھیں۔ گذشتہ دنوں اٹھہتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے بیٹے نعیم اظہر صاحب میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے والدہ کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ نعیم اظہر

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

روزہ ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس ڈھال کو جھوٹ اور غیبت کے ذریعے نہیں پھاڑتا

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف الصاد حدیث نمبر 5197)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اپنی عیدوں کو خدا کی کبریائی بیان کرتے ہوئے سجاؤ

(کنز العمال جزء 8 صفحہ 546 باب صلاۃ عید الفطر حدیث 24094)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

صاحب لکھتے ہیں کہ والدہ پیدائشی احمدی نہیں تھیں لیکن رشتہ داروں میں احمدیت تھی اور ان کو سچائی کی تلاش کی تڑپ تھی۔ اللہ کے حضور بہت دعائیں کرتی تھیں جس کے بعد انہیں اطمینان قلب نصیب ہوا اور بالآخر 1964ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ساری عمر یہ رشتہ بڑی وفا سے نبھایا اور احمدیت کیلئے ہر قربانی کیلئے ہمیشہ تیار رہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت دعا گو، پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد گزار، باہمت اور بلند حوصلہ بہادر خاتون تھیں۔ خاموشی سے تکلیف کو برداشت کر لیتی تھیں مگر زبان پر شکوہ نہیں لاتی تھیں۔ خلیفہ وقت کی ہر مالی قربانی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ جماعتی چندہ باقاعدگی سے اوّل وقت میں ادا کر دیتی تھیں اور بعد میں اضافی چندے بھی دیا کرتی تھیں۔ ہر ضرورت مند کی حسب استطاعت مدد کرتیں اور کبھی بھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی دعائیں بھی ان کے بچوں کے حق میں قبول فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم رشید احمد چودھری صاحب کا ہے۔ یہ ناروے کے تھے۔ چودھری غلام حسین صاحب اوورسیئر کے یہ بیٹے تھے۔ ان کی گذشتہ دنوں بیاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ اپنی بیماری کا بڑی ہمت اور بہادری اور صبر سے مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ سے کافی بیمار تھے۔ ان کے والد چودھری غلام حسین صاحب اوورسیئر نے 1926ء میں خود قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا اور بعد ازاں زندگی وقف کر دی۔ ان کو دارالقضاء قادیان اور ربوہ میں قاضی کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مرکزی عمارات کی تعمیر و نگہداشت کے سلسلہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ چودھری رشید صاحب کو بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ ربوہ میں ابتدائی دنوں میں کام کرنے کا بہت موقع ملا۔ خلافتِ ثانیہ اور خلافتِ ثالثہ کے ادوار میں بھی قصرِ خلافت اور دیگر جماعتی عمارتوں میں الیکٹریشن کے طور پر انہوں نے بہت کام کیا۔ 1970ء میں ناروے چلے گئے۔ وہاں جماعتی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ان کی بےلوث خدمات شامل ہیں۔ ناروے کے پہلے مرکز میں بھی آپ کی بےلوث خدمات شامل ہیں۔ جماعت کی کثیر رقم انہوں نے وہاں کام کر کے بچائی۔ لمبے عرصہ تک جماعت ناروے کے سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

ان کے بیٹے مظفر چودھری اور منور چودھری لکھتے ہیں کہ خلافت سے گہری اور بے پناہ محبت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ناروے کے دورہ جات کی تمام تر ذمہ داری آپ کے سپرد ہوا کرتی تھی۔ حضور رحمہ اللہ آپ کو اپنا ناروے کا گائیڈ کہا کرتے تھے اور خطبہ جمعہ میں بھی آپ کی خدمت کا ذکر فرما چکے ہیں۔ مجھ سے بھی خلافت کے بعد انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ پہلے بھی ان کی واقفیت تھی لیکن وہ تعلق بعد میں بہت بڑھ گیا۔ ان کے والد صاحب بھی میرے والد کے بڑے قریبی تھے اور تعلق والے تھے۔ بچپن سے چودھری غلام حسین صاحب کو ہم نے دیکھا ہے کہ ہمیشہ مسکراتے رہنے والے تھے اور بڑی اچھی طبیعت تھی اور چودھری رشید صاحب کی بھی عادتیں اپنے والد سے کافی ملتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ بلا امتیاز مذہب و ملت مخلوقِ خدا کی ہمدردی کیلئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں اور یہ مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر جماعت آسٹریلیا اور مشنری انچارج آسٹریلیا کے بہنوئی تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ نماز کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح

احباب کرام کو بڑی مسرت کے ساتھ اطلاع دیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مورخہ 20 رجنوری 2024ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں خاکسار کے فرزند ڈاکٹر سیّد بشیر الدین حکیم (یو.کے) ہمراہ عزیزہ فائزہ (واقفہ نو، یو.کے) بنت مکرم نظیر احمد صاحب آف کرناٹک انڈیا کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں وبرکتوں سے نوازتے ہوئے اس رشتے کو ہر جہت سے بابرکت وکامیاب کرے۔ آمین۔ (قریشی عبدالحکیم، نمائندہ اخبار بدر بنگلور کرناٹک)

اعلان دعا

مکرم قمر الہدیٰ صاحب آف سملیا رانچی دعا کا اعلان کرواتے ہیں کہ ان کے بیٹے عزیز ضیاء الہدیٰ نے civil services کا امتحان دیا ہے۔ بچے کے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (منظور احمد بھٹی، جماعت احمدیہ قادیان)

تصحیح

اخبار بدر 15/22 فروری 2024ء کے صفحہ نمبر 16 پر ایک مضمون بعنوان ''تحقیقاتی عدالت میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان'' شائع ہوا ہے۔ مضمون کا حوالہ الفضل 21 فروری 1954ء درج ہوا ہے جبکہ اصل حوالہ بدر 21 فروری 1954ء ہے۔

اسی طرح صفحہ 18 کالم 2 نیچے سے دسویں لائن پر ''ڈائری نوٹس'' لکھا گیا ہے جبکہ اصل الفاظ ''ڈائری نویس'' ہیں۔ احباب درستی فرمالیں۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

129 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27، 28 اور 29 دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29 دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ایٹمی تابکاری کے بداثرات سے محفوظ رہنے کیلئے ہومیو پیتھک نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ایٹمی تابکاری سے بچنے کیلئے حفظ ماتقدم کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا تجویز فرمودہ ہومیو پیتھک نسخہ مندرجہ ذیل طریق پر استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر خاص وعام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

ھو الشافی

طریقہ استعمال		بڑی عمر کے افراد کیلئے	10 سے 15 سال کے بچوں کیلئے	10 سال سے کم عمر بچوں کیلئے	حاملہ/ دودھ پلانے والی خواتین کیلئے
	پہلی خوراک	Carcinosin CM	Carcinosin 1000	Carcinosin 200	Carcinosin 1000
پہلی خوراک کے 7 دن بعد	دوسری خوراک	Radium Brom CM	Radium Brom 1000	Radium Brom 200	Radium Brom 1000
دوسری خوراک کے 7 دن بعد	تیسری خوراک	Carcinosin CM	Carcinosin 1000	Carcinosin 200	Carcinosin 1000
تیسری خوراک کے 7 دن بعد	چوتھی خوراک	Radium Brom CM	Radium Brom 1000	Radium Brom 200	Radium Brom 1000
چوتھی خوراک کے 7 دن بعد	پانچویں خوراک	Carcinosin CM	Carcinosin 1000	Carcinosin 200	Carcinosin 1000
پانچویں خوراک کے 7 دن بعد	چھٹی خوراک	Radium Brom CM	Radium Brom 1000	Radium Brom 200	Radium Brom 1000

نوٹ : مندرجہ بالا کورس مکمل ہونے کے دو مہینہ بعد اسی ترکیب سے ایک مرتبہ پھر ان دواؤں کو دہرالیں

خطبہ جمعہ

یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جب آپؐ سلامت ہیں تو مجھے کسی نقصان کی کوئی پروانہیں

جنگِ اُحد کے دوران ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا:

تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! برابر تیر چلاتے جاؤ، سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے

خدا تعالیٰ کی مرضی تھی کہ اُحد کے شہداء اُحد میں ہی دفن ہوں

بتاؤ کہ اگر ایسے لوگوں کے متعلق یہ نہ فرمایا جاتا کہ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ تو دنیا میں اَور کونسی قوم تھی جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جاتے

وہ لوگ دراصل خدا تعالیٰ کے عاشق تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ سے پیار کرتے تھے

مکہ والوں کو جو بدر میں شکست ملی اس کو کمزوری، اضطراب اور گھبراہٹ سے وصول کیا اور مدینہ نے اپنی اُحد کی مصیبت کو بے نظیر صبر و ایمان اور صبر، ثبات و شجاعت سے وصول کیا ......مدینہ کی فوج کو اُحد میں جو نقصان پہنچا اس کی وجہ سے مدینہ کے باشندوں میں سے کسی کو گھبراہٹ، اضطراب اور کمزوری کا کوئی نشان نہ تھا

جنگِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیتِ دعا اور صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی قربانیوں اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم طاہر اقبال چیمہ صاحب ابن خضر حیات چیمہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چک چوراسی (84) فتح ضلع بہاولپور کی شہادت، مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8؍مارچ 2024ء بمطابق 8؍امان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

اُحد کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت جو آپؐ نے اپنے صحابی حضرت سعدؓ کی دعا کی قبولیت کیلئے کی تھی۔ اس کے واقعہ کا یوں ذکر ملتا ہے۔ عائشہ بنت سعدؓ نے اپنے والد حضرت سعدؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب لوگوں نے پلٹ کر حملہ کیا تو مَیں ایک طرف ہو گیا۔ مَیں نے کہا ان کو خود سے ہٹا دوں گا۔ یا تو میں خود نجات پا جاؤں گا اور یا میں شہید ہو جاؤں گا تو اچانک مَیں نے ایک سرخ چہرے والے شخص کو دیکھا۔ کہتے ہیں قریب تھا کہ مشرکین ان پر غالب ہو جائیں تو اس شخص نے اپنا ہاتھ کنکریوں سے بھر کر ان کو مارا تو اچانک میرے اور اس شخص کے درمیان مقداد آ گئے۔ مَیں نے مقداد سے پوچھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ اے سعد! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور پھر کہا کہ تجھے بلا رہے تھے۔ میں کھڑا ہوا اور مجھے ایسا لگا گویا کہ مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچی۔ پہلے زخمی حالت میں تھے یا تکلیف تھی۔ کہتے ہیں اسکے بعد میں اس آواز کو سن کر ایک دم کھڑا ہوا اور مجھے لگا جیسے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اور میں تیر مارنے لگا تو مَیں کہتا اے اللہ! تیرا تیر ہے، تُو اس کو اپنے دشمن کو مار دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے اے اللہ! تو سعد کی دعا قبول کر لے۔ اَے اللہ! سعد کے نشانے کو درست کر دے۔ اَے سعد! تجھ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں۔ پس میں نے جو تیر بھی چلایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ یہ فرماتے تھے۔ اَے اللہ! اس کے نشانے کو درست کر دے اور اس کی دعا کو قبول کر لے۔ حتیٰ کہ جب میں اپنے ترکش کے تیر چلا کر فارغ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر پھیلا دیے اور مجھے ایک بغیر پیکان اور بغیر پَر کے تیر دیا اور نہ اس کا کوئی سرا تھا نہ پیچھے سے صحیح طرح اس کی بناوٹ تھی۔ کہتے ہیں وہ تیر دیا اور وہ تیر دوسرے تیروں سے زیادہ تیز نکلا۔ علامہ زہریؒ نے لکھا ہے کہ اس دن سعد نے ایک ہزار تیر چلائے تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 200-201، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں یوں لکھا ہے کہ سعد بن وقاص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النّبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 495)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن اپنے ترکش سے تیر نکال کر میرے لیے بکھیر دیے اور آپؐ نے فرمایا: تیر چلاؤ۔ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ......حدیث 4055)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمرؓ نے خالد بن ولید کی کمان میں پہاڑ پر حملے کو کس طرح ناکام بنایا۔

اس بارے میں یوں ذکر ملتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ اس چٹان پر قیام فرما تھے۔ اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی۔ اس جماعت میں خالد بن ولید بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو اوپر دیکھ کر دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَعْلُوْنَا. اَللّٰهُمَّ لَا قُوَّةَ لَنَا إِلَّا بِكَ۔ اَے اللہ! ان کیلئے جائز نہیں کہ وہ ہم پر غالب آئیں۔ اَے اللہ! ہماری طاقت و قوت نہیں ہے مگر صرف تیرے ہی ذریعہ۔ اسی وقت حضرت عمر فاروقؓ نے مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور انہیں پیچھے دھکیل کر پہاڑی سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (آل عمران: 140) اور کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو جبکہ یقیناً تم ہی غالب آنے والے ہو اگر تم مومن ہو۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 323، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درّہ میں پہنچ گئے تو قریش کے ایک دستے نے خالد بن ولید کی کمان میں پہاڑ پر چڑھ کر حملہ کرنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین کو ساتھ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور اسے پسپا کر دیا۔''

(سیرت خاتم النّبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 497)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کے باوجود صحابہؓ کی فکر کرنے کے بارے میں ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب یومِ اُحد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے۔ وہ دن سارے کا سارا طلحہ کا تھا۔ پھر اس کی تفصیل بتاتے کہ مَیں ان لوگوں میں سے تھا جو اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑ رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ یعنی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا رہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کاش! طلحہ ہو۔ مجھ سے جو موقع رہ گیا سو رہ گیا اور میں نے دل میں کہا کہ میری قوم میں سے کوئی شخص ہو تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک شخص تھا جس کو مَیں نہیں پہچان سکا حالانکہ میں اس شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھا اور وہ اتنا تیز چل رہا تھا کہ میں اتنا تیز نہ چل سکتا تھا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ تھے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ کا نچلا رَبَاعی دانت یعنی سامنے والے دو دانتوں اور نوکیلے دانت کے درمیان والا دانت ٹوٹ چکا تھا اور چہرہ زخمی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ مبارک میں خَود کی کڑیاں دھنس چکی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں اپنے ساتھی کی مدد کرو۔ اس سے آپؐ

کی مراد طلحہ تھی اور ان کا خون بہت بہ رہا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے یہ کہ مجھے دیکھو، فرمایا کہ طلحہ کو جا کے دیکھو۔(سبل الہدیٰ، جلد 4، صفحہ 199، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) ان کا کیا حال ہے ان کی خاطر کرو دیکھو ان کے زخموں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زِیاد بن سَکَن سے محبت وشفقت کا سلوک اور اُن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ذکر بھی ملتا ہے۔اس بارے میں ابنِ اسحاقؒ نے لکھا ہے۔ جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنۡ رَجُلٌ یَّشۡرِیۡ لَنَا نَفۡسَہٗ۔کون شخص ہے جو ہمارے لیے خود کو بیچ دے؟ تو زِیَاد بن سکن پانچ انصاری صحابہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ عُمارہ بن یزید بن سکن تھے۔تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دادِ شجاعت دیتے دیتے ایک ایک کر کے شہید ہوتے رہے حتی کہ ان میں سے آخری زیاد یا عمارہ تھے۔ یہ لڑتے رہے یہاں تک کہ ان کو کئی زخم لگے پھر مسلمانوں کی ایک جماعت لوٹ آئی اور مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دھکیل دیا تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زِیَاد بن سکن کو میرے قریب کرو تو صحابہ کرامؓ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آپؐ نے اپنا قدم مبارک ان کا تکیہ بنا دیا اور ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ ان کا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر تھا اور ان کے جسم پر چودہ زخم آئے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 203، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ واقعات پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔بعض میں کوئی نئی باتیں ہوتی ہیں، چند ایک نئے فقرے ہوتے ہیں۔کچھ اَور انداز ہوتا ہے اس لیے دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحد سے مدینہ واپسی کے متعلق روایات میں مذکور ہے کہ غزوہ اُحد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی تکفین وتدفین کے بعد مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 7، صفحہ 55، ناشر بزم اقبال لاہور) (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 227، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ مغرب کی نماز مدینہ میں ادا کی گئی۔ چنانچہ ایک مصنف نے لکھا ہے کہ میدان اُحد سے مدینہ واپسی ہوئی تو نماز مغرب کا وقت ہونے پر حضرت بلالؓ نے اذان دی۔نماز کی ادائیگی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عُبادہؓ اور سعد بن معاذؓ کے سہارے مسجد تشریف لائے۔نماز ادا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر گھر تشریف لے گئے۔نماز عشاء کا وقت ہونے پر حضرت بلالؓ نے پھر اذان کہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔آرام فرما رہے تھے، نیند لے رہے تھے تو اس اذان کے بعد جو نماز کا وقت تھا وہ اس پہ تشریف نہیں لا سکے۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ یہ نہیں کہ واپس آ کے نماز پڑھا دی بلکہ ان کے انتظار میں بیٹھے رہے۔رات کا کافی حصہ گزر جانے پر حضرت بلالؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کیلئے آواز دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اب پہلے سے قدرے بہتر تھی۔عشاء کی نماز پڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے۔نماز کی جگہ سے گھر تک اصحابِ رسول صفیں بنائے کھڑے تھے۔ان کے درمیان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی گھر کو چلے گئے۔اب کی بار کسی سہارے کی ضرورت نہیں پڑی۔ پہلے مغرب کی نماز پہ آئے تھے تو سہارے سے آئے تھے پھر آرام فرمایا۔عشاء کی نماز لیٹ پڑھی اور پھر نہ آتے نہ جاتے سہارے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس دوران میں کچھ عورتوں کو حضرت حمزہؓ کیلئے آہ و بکا کرتے پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس عمل سے روک دیا جیسا کہ پچھلے خطبہ میں اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے جانے پر سوائے پہرے داروں کے تمام مرد وخواتین اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 7، صفحہ 63، ناشر بزم اقبال لاہور) پھر وہ جو ڈیوٹی پر موجود تھے وہ وہاں رہے۔

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ یوں لکھتے ہیں کہ ”سارے انتظامات سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شام کے قریب مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔“ (سیرت خاتم النّبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 502) یعنی کہ سارے کام ہوئے۔ یہ نہیں کہ زخمی تھے تو فوری طور پر آ گئے بلکہ تمام کام سرانجام دیے۔

مدینہ کی عورتوں کا صبر اور رضا کا نمونہ۔اس بارے میں پہلے بھی مَیں عورتوں کی مثالیں دے چکا ہوں۔ بعض اَور مثالیں ہیں۔

حضرت حَمْنہ بنت جحشؓ کے جذبات کیا تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ اُحد کے بعد مدینہ لوٹے تو آپؐ کو حضرت مصعب بن عمیرؓ کی بیوی حضرت حمنہ بنت جحشؓ ملیں۔لوگوں نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کی خبر دی۔اس پر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی۔اس پر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر ان لوگوں نے ان کے خاوند حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کی اطلاع دی اس پر وہ رونے لگیں اور بے چین ہو گئیں۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کیلئے اسکے خاوند کا ایک خاص مقام ومرتبہ ہوتا ہے۔(سیرت ابن ہشام، صفحہ 396، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

ایک دوسری روایت میں حضرت حَمنہ بنت جحشؓ کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ تمہارا بھائی شہید کر دیا گیا ہے تو انہوں نے کہا اللہ اس پر رحم کرے اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔لوگوں نے کہا تمہارے خاوند بھی شہید کر دیے گئے ہیں۔ کہنے لگیں کہ ہائے افسوس۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو خاوند سے ایسا تعلق ہے جو کسی اَور سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی البکاء علی المیت، حدیث 1590)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ایک خطاب میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کے اس واقعہ کا اپنے انداز میں ذکر کیا ہے۔جس میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کا واقعہ اور ان کی شہادت پر ان کی بیوی کے جو جذبات تھے ان کا ذکر کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ صحابہؓ یا صحابیاتؓ جن کے اقرباء کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ان کو ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں خبر دیتے کہ صدمہ یکلخت دل کو مغلوب نہ کر لے یعنی ان شہداء کی تعداد جن کے قریبی رشتے دار تھے اگر ایک سے زیادہ ہوتی تو یہ نہیں کہ ساروں کے بارے میں ایک دم بتا دیا بلکہ آہستہ آہستہ بتاتے تھے۔ پہلے ایک کے بارہ میں بتایا۔ پھر دوسرے کا۔ پھر تیسرے کا۔اس لیے کہ زیادہ صدمہ نہ پہنچے۔ چنانچہ جس وقت حضورؐ کی خدمت میں حضرت عبداللہؓ کی بہن حمنہ بنت جحشؓ حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمنہ! تو صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کس کے ثواب کی؟ آپؐ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہ کی۔تب حضرت حمنہؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ غَفَرَ لَہٗ وَ رَحِمَہٗ ھَنِیۡئًا لَہُ الشَّھَادَۃَ۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمنہ! صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔اس نے عرض کی کہ یہ کس کے ثواب کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی عبداللہ کی۔اس پر حمنہ نے پھر یہی کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ غَفَرَ لَہٗ وَ رَحِمَہٗ ھَنِیۡئًا لَہُ الشَّھَادَۃَ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے حمنہ! صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔انہوں نے عرض کیا حضور یہ کس کیلئے؟ فرمایا مصعب بن عمیر کیلئے۔اس پر حمنہ نے کہا ہائے افسوس۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی شوہر کا بیوی پر بڑا حق ہے جو کسی اَور کا نہیں۔ حضرت حمنہؓ سے پوچھا گیا کہ تُو نے صرف خاوند کیلئے ایسا کلمہ کیوں کہا؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی جس سے میں پریشان ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب کی اولاد کے حق میں دعا کی کہ اَے اللہ! ان کے سرپرست اور بزرگ ان پر شفقت اور مہربانی کریں اور ان کے ساتھ سلوک سے پیش آویں۔

(ماخوذ از خطابات طاہر قبل از خلافت، صفحہ 363)

حضرت ہندؓ جن کا ذکر مَیں گذشتہ کسی خطبہ میں کر چکا ہوں ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے بارے میں یوں ذکر ملتا ہے کہ ان کے خاوند بھائی اور بیٹے کی شہادت کا جب انہیں پتہ چلا کہ تینوں شہید ہو گئے تھے جیسا کہ ذکر پہلے بھی ہوا تھا تو یہ تینوں کو پہلے مدینہ لانے کیلئے لے کر آ رہی تھیں لیکن پھر واپس لے گئیں۔اور اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی تھی کہ اُحد کے شہداء اُحد میں ہی دفن ہوں۔

یہاں تک تو پہلے بھی مَیں بتا چکا ہوں۔ حضرت عائشہؓ جو اُحد کی خبر لینے کیلئے نکلی تھیں انہوں نے حضرت ہندؓ سے جو اُحد سے آ رہی تھیں خیر معلوم کی تو اس پر حضرت ہندؓ نے جو جواب دیا اسکا جیسا کہ میں نے کہا گذشتہ خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں مزید اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت ہندؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں تو پھر کوئی ایسی بات نہیں۔ اسکے بعد حضرت ہند نے یہ آیت پڑھی وَ رَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا۔ وَ کَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ۔ وَ کَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیۡزًا (الاحزاب:26) یعنی اور اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غیظ سمیت اس طرح لوٹا دیا کہ وہ کوئی بھلائی حاصل نہ کر سکے اور اللہ مومنوں کے حق میں قتال میں کافی ہو گیا اور اللہ بہت قوی اور کامل غلبہ والا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ اونٹنی پر کون کون ہیں؟ تب حضرت ہندؓ نے بتایا کہ میرا بھائی ہے، میرا بیٹا خلاد ہے اور میرے شوہر عَمرو بن جَمُوح ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ تم انہیں کہاں لے جاتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ انہیں مدینہ میں دفن کرنے کیلئے لے جا رہی ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو ہانکنے لگیں تو اونٹ وہیں زمین پر بیٹھ گیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس پر وزن زیادہ ہے؟ جس پر حضرت ہندؓ کہنے لگیں کہ یہ تو دو اونٹوں جتنا وزن اٹھا لیتا ہے لیکن اس وقت یہ اس کے بالکل الٹ کر رہا ہے۔ پھر انہوں نے اونٹ کو ڈانٹا تو وہ کھڑا ہو گیا۔ جب انہوں نے اس کا رخ مدینہ کی طرف کیا تو وہ پھر بیٹھ گیا پھر جب انہوں نے اس کا رخ اُحد کی طرف پھیرا تو اونٹ جلدی جلدی چلنے لگا۔ پھر حضرت ہندؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ مامور کیا گیا ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کام پر لگایا گیا تھا کہ یہ مدینہ کی طرف نہ جائے بلکہ اُحد کی طرف ہی رہے۔فرمایا کہ کیا تمہارے شوہر نے جنگ پر جانے سے پہلے کچھ کہا تھا؟ کہنے لگیں جب عمرو اُحد کی جانب روانہ ہونے لگے تھے تو انہوں نے قبلہ رخ ہو کر یہ کہا تھا کہ اے اللہ! مجھے میرے اہل کی طرف شرمندہ کر کے نہ لوٹانا اور مجھے شہادت نصیب کرنا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی وجہ سے اونٹ نہیں چل رہا تھا۔ فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! تم میں سے بعض ایسے نیکوکار لوگ ہیں کہ اگر وہ خدا کی قسم کھا کر کوئی بات کریں تو خدا تعالیٰ ان کی وہ بات ضرور پوری کرتا

ہے اور عمرو بن جموح بھی ان میں سے ایک ہیں۔ پھر آپؐ نے عمرو بن جموح کی بیوی کو فرمایا۔ اَے ہند! جس وقت سے تیرا بھائی شہید ہوا ہے اس وقت سے فرشتے اس پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ اسے کہاں دفن کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شہداء کی تدفین تک وہیں رُکے رہے۔ پھر فرمایا اَے ہند! عمرو بن جموح، تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ جنت میں باہم دوست ہیں۔ اس پر ہند نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کی رفاقت میں پہنچا دے۔

(کتاب المغازی، جلد 1، صفحہ 232-233، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو دینار کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کا خاوند، بھائی اور باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے تھے اور وہ سب شہید ہو گئے تھے۔ جب ان کی تعزیت اس عورت سے کی گئی تو اس نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ اے ام فلاں! آپؐ ٹھیک ہیں اور الحمدللہ ایسے ہی ہیں جیسے کہ تو پسند کرتی ہے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ مجھے دکھاؤ۔ میں آپؐ کو دیکھنا چاہتی ہوں تو پھر اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے دکھایا گیا۔ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگی کہ ہر مصیبت آپؐ کے بعد معمولی ہے۔ (سیرت ابن ہشام، صفحہ 545، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

ایک اَور روایت میں اس عورت کے بیٹے کے شہید ہونے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے موقع پر جب اہلِ مدینہ بہت گھبراہٹ کا شکار ہو گئے کیونکہ یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں چیخ و پکار مچ گئی تھی تو ایک انصاری خاتون پریشان ہو کر گھر سے نکلی۔ اس نے آگے اپنے بھائی، بیٹے اور شوہر کی لاش دیکھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ پہلے اس نے کس کو دیکھا تھا مگر جب وہ آخری کے پاس سے گزری تو اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ تیرا بھائی، تیرا شوہر اور تیرا بیٹا ہے۔ اس نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا وہ آگے ہیں۔ وہ عورت چلتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیا اور پھر کہا کہ

یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ جب آپؐ سلامت ہیں تو مجھے کسی نقصان کی کوئی پروا نہیں۔

(معجم الاوسط، جلد 5، صفحہ 329-330، حدیث 7499 دارالفکر بیروت)

ایک قول کے مطابق اس عورت کا نام سُمیراء بنت قیس تھا جو نعمان بن عَبدِ عَمرو کی والدہ تھیں۔

(کتاب المغازی، جلد 1، صفحہ 251، دارالکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر اس واقعہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں اس بہادری کی مثالیں بہت کثرت سے ملتی ہیں۔ دنیوی لوگوں میں تو کروڑوں لوگوں اور سینکڑوں ملکوں میں سے ایک آدھ مثال ایسی مل سکے گی مگر صحابہؓ میں، چند ہزار صحابہؓ میں سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ ٹھیک ہے دوسروں میں مل جاتی ہیں لیکن کروڑوں میں ایک آدھ مثال لیکن یہاں ہزاروں میں سینکڑوں مثالیں۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی یہ مثال ہے جو ایک عورت سے تعلق رکھتی ہے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں کئی دفعہ اسے بیان کر چکا ہوں اور جو اس قابل ہے کہ ہر مجلس میں سنائی جائے اور اس کی یاد کو تازہ رکھا جائے۔ بعض واقعات ایسے شاندار ہوتے ہیں کہ بار بار سنائے جانے کے باوجود پرانے نہیں ہوتے۔ ایسا ہی واقعہ اس عورت کا ہے جس نے جنگ اُحد کے موقع پر مدینہ میں یہ خبر سنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں وہ مدینہ کی دوسری عورتوں کے ساتھ گھبرا کر باہر نکلی اور جب پہلا سوار اُحد سے واپس آتے ہوئے اسے نظر آیا تو اس نے اس سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ تمہارا خاوند مارا گیا ہے۔ اس نے کہا میں نے تم سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا ہے اور تم میرے خاوند کی خبر سنا رہے ہو۔ اس نے پھر کہا کہ تمہارا باپ بھی مارا گیا ہے مگر اس عورت نے کہا میں تمہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتی ہوں اور تم باپ کا حال بتا رہے ہو۔ اس سوار نے کہا کہ تمہارے دونوں بھائی بھی مارے گئے مگر اس عورت نے پھر یہی کہا کہ تم میرے سوال کا جواب جلد دو۔ میں رشتہ داروں کے متعلق نہیں پوچھتی۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتی ہوں۔ اس صحابیؓ کا دل چونکہ مطمئن تھا اور جانتا تھا کہ آپؐ بخیریت ہیں۔ اس لیے اسکے نزدیک اس عورت کیلئے سب سے اہم سوال یہی تھا کہ اسکے متعلقین کی موت سے اسے آگاہ کیا جائے مگر اس عورت کے نزدیک سب سے پیاری چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ اس لیے اس نے جھڑک کر کہا کہ تم میرے سوال کا جواب دو۔ اس پر اس نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو پھر مجھے کوئی غم نہیں، خواہ کوئی مارا جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اور ظاہر ہے کہ اس مثال کے سامنے اس بڑھیا کی مثال کی کوئی حقیقت نہیں جس کے متعلق خود نامہ نگار کو اعتراف ہے۔ یعنی اس بڑھیا کا ذکر جو آپؓ مثال دے رہے ہیں۔ وہ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کی ایک بوڑھی عورت ہے جس کا بیٹا ایک جنگ میں مارا گیا تھا اور اس نے ایک مصنوعی قہقہہ لگا کر اس خبر پر ردّعمل کا اظہار کیا تھا۔ یہ خبر ان دنوں اخباروں میں آئی تھی کہ یہ دیکھو اس عورت نے کتنے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا بیٹا مارا گیا لیکن اس نے کوئی غم نہیں کیا اور بڑا قہقہہ لگا کر اس پر صبر کا اظہار کیا، ردّعمل ظاہر کیا۔ اس کا ذکر آپؓ فرما رہے تھے۔ تو فرماتے ہیں یہ اظہار بوجھ سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے گو اس عورت نے قہقہہ تو لگایا لیکن یہ اظہار جو ہے یہ بوجھ سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ دل میں رو رہی تھی یعنی وہ جرمن عورت دل میں تو رو رہی تھی لیکن ظاہری طور پر اس نے جرأت کا اظہار کیا کہ کوئی بات نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مگر صحابیہ کا واقعہ یہ نہیں ہے، یہ نہیں ہے کہ اس نے ضبط کیا ہوا تھا اور دل میں رو رہی تھی اور ظاہر نہیں کر رہی تھی بلکہ وہ صحابیہؓ تو دل میں بھی خوش تھی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں لیکن اس عورت کے دل پر صدمہ ضرور تھا گو وہ اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یعنی وہ جرمن عورت کے دل میں تو بہرحال صدمہ تھا مگر اس صحابیہؓ کے دل پر تو کوئی صدمہ بھی نہیں تھا اور یہ ایسی شاندار مثال ہے کہ دنیا کی تاریخ اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتی اور بتاؤ کہ اگر ایسے لوگوں کے متعلق یہ نہ فرمایا جاتا کہ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ تو دنیا میں اَور کونسی قوم تھی جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جاتے۔

حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ میں جب اس عورت کا واقعہ پڑھتا ہوں تو میرا دل اس کے متعلق ادب اور احترام سے بھر جاتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس مقدس عورت کے دامن کو چھوؤں اور پھر اپنے ہاتھ آنکھوں سے لگاؤں کہ اس نے میرے محبوبؐ کیلئے اپنی محبت کی ایک بے مثل یادگار چھوڑی ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 20، صفحہ 542-543)

پھر اسی عشق و محبت کا ذکر بیان کرتے ہوئے ایک اَور جگہ آپؓ نے اس طرح بیان فرمایا: ”دیکھو! اس عورت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق تھا۔ لوگ اسے یکے بعد دیگرے باپ، بھائی اور خاوند کی وفات کی خبر دیتے چلے گئے لیکن وہ جواب میں ہر دفعہ یہی کہتی چلی گئی کہ مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ غرض یہ بھی ایک عورت ہی تھی جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق کا مظاہرہ کیا۔“

(قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین کا نمونہ، انوار العلوم، جلد نمبر 25، صفحہ 440)

پھر ایک دوسری جگہ آپؓ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ ذرا اس حالت کا نقشہ اپنے ذہنوں میں اب کھینچو۔ تم میں سے ہر ایک نے مرنے والے کو دیکھا ہوگا۔ کوئی نہ کوئی قریبی مرتا ہے کسی نے اپنی ماں کو، کسی نے باپ کو، کسی نے بھائی کو، بہن کو مرتے دیکھا ہوگا۔ ذرا وہ نظارہ تو یاد کرو کہ کس طرح اپنے عزیزوں کے ہاتھوں میں اور گھروں میں اچھے سے اچھے کھانے پکوا کر اور کھا کر، علاج کروا کر اور خدمت کرا کر مرنے والوں کی حالت کیا ہوتی ہے اور کس طرح گھر میں قیامت برپا ہوتی ہے اور مرنے والوں کو سوائے اپنی موت کے کسی دوسری چیز کا خیال تک بھی نہیں ہوتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے دلوں میں ایسا عشق پیدا کر دیا تھا کہ انہیں آپؐ کے مقابلہ میں کسی اَور چیز کی پرواہ ہی نہ تھی۔ مگر یہ عشق صرف اس وجہ سے تھا کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محمد ہونے کی وجہ سے یہ عشق نہیں تھا بلکہ آپؐ کے رسول اللہ ہونے کی وجہ سے یہ عشق تھا۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ دراصل خدا تعالیٰ کے عاشق تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ سے پیار کرتے تھے اور صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کو بھی دیکھ لو ان کے دلوں میں بھی آپؐ کی ذات کے ساتھ کیا محبت اور کیا عشق تھا۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ یہ محبت تھی جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی تھی مگر باوجود اسکے وہ خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے اور یہی توحید تھی جس نے ان کو دنیا میں ہر جگہ غالب کر دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ نہ ماں باپ کی پروا کرتے تھے اور نہ بہن بھائیوں کی اور نہ بیویوں کی اور خاوندوں کی۔ ان کے سامنے ایک ہی چیز تھی اور وہ یہ کہ ان کا خدا ان سے راضی ہو جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ فرما دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مقدم کیا۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں مسلمانوں کی یہ حالت نہ رہی اور اب اگر ان کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو محض دماغی ہے۔ دماغی طور پر ہم کہتے ہیں بڑا تعلق ہے۔ دماغ میں ضرور ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ توحید کے قائل ہیں۔ دل میں یہ نہیں ہے۔ دل کہیں اَور طرف لگا ہوا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اگر ان کے سامنے کیا جائے تو ان کے دلوں میں محبت کی تاریں ہلنے لگتی ہیں۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 23، صفحہ 46-47) یہ سب کچھ ہے لیکن توحید کی جو اصل صورت ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔

ایک سیرت نگار لکھتا ہے۔ بلاشبہ مدینہ کی مصیبت بڑی دردمند مصیبت تھی لیکن مکہ اور مدینہ کے درمیان اپنی مصیبت کے وصول کرنے میں دُور دراز کا فرق تھا۔ بڑی مصیبت تھی۔ مدینہ میں حالات بڑے خراب تھے لیکن اگر مکہ اور مدینہ کا مقابلہ کیا جائے۔ وہاں بھی مصیبت تھی۔ مکہ والوں کو بھی خطرہ رہتا تھا لیکن بڑا دُور دراز کا فرق تھا اور فرق کیا تھا؟ مشرکین مکہ نے اپنی بدر کی مصیبت کو کچھ کمزوری، اضطراب اور گھبراہٹ سے وصول کیا۔

مکہ والوں کو بدر میں جو شکست ملی اس کو کمزوری، اضطراب اور گھبراہٹ سے وصول کیا اور مدینہ نے اپنی اُحد کی مصیبت کو بے نظیر صبر و ایمان اور صبر، ثبات و شجاعت سے وصول کیا۔

اب اُحد میں مسلمانوں کو بھی کافی نقصان پہنچا لیکن ان کا یہ بے نظیر صبر تھا اور ایمان تھا اور ثبات و شجاعت تھی جس سے انہوں نے اس کو وصول کیا۔

مدینہ کی فوج کو اُحد میں جو نقصان پہنچا اسکی وجہ سے مدینہ کے باشندوں میں سے کسی پر گھبراہٹ، اضطراب اور کمزوری کا کوئی نشان نہ تھا اور اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت نے معرکہ اُحد میں اپنے بیٹے، خاوند، بھائی اور باپ کو کھو دیا اور وہ حیران نہ ہوئی اور نہ ہی اس مصیبت نے اسے اعتدال کی حدود سے باہر کیا اور وہ بنو دینار کی عورت تھی جو میدانِ کارزار کی طرف گئی اور اس نے اپنے بیٹے، خاوند، بھائی اور باپ کو خون میں

لتھڑے ہوئے مقتول دیکھا تو اس نے توازن کھونا تو کجا پرواہی نہیں کی اور وہ صرف اس انسان کے متعلق پوچھتی رہی جو ان چاروں سے بڑھ کر اسے محبوب تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب اس نے آپؐ کو سلامت دیکھا تو اس نے کہا ہر مصیبت خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو آپؐ کی سلامتی کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

(غزوۂ اُحد از محمد احمد باشمیل ،صفحہ 237-238،نفیس اکیڈمی کراچی)

باقی ان شاءاللہ آئندہ۔

فلسطین کے لوگوں کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ دشمن تو اپنی تمام تر گھٹیا سوچوں اور حرکتوں کے ذریعہ انہیں تباہ کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ بڑی طاقتیں جنگ کو روکنے کی بجائے اسے ہوا دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ امریکہ کے صدر نے پہلے گذشتہ پیر کے دن جنگ بندی کیلئے کہا تھا۔ اب کہتے ہیں رمضان سے پہلے جنگ بندی ہوگی اور وہ بھی عارضی صرف چھ ہفتے کیلئے۔ یہ تو صرف اسرائیل کو موقع دینے کا ایک حربہ ہے کہ اس دوران ان کو آرام بھی مل جائے گا اور وہ تازہ دم ہو کر پھر ظلم شروع کر دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کے ہاتھوں کو روک سکتا ہے۔ اس لیے بہت دعا کریں۔

اسی طرح جس چیریٹی تنظیم کے ذریعہ سے ان کو خوراک یا دوائیاں وغیرہ یا کسی طرح کی مدد مل سکتی ہے وہ احمدیوں کو کرنی چاہئے۔ اپنے حلقہ میں ان کے حق میں ظلم کے ختم کرنے کے بارے میں کوشش بھی کرنی چاہئے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا سیاستدانوں کو خطوط لکھیں اور یہ لکھتے رہیں، ہمیں تھکنا نہیں چاہئے۔ سیاستدانوں کو سمجھائیں کہ جو بھی تم لوگ کر رہے ہو بڑا غلط کر رہے ہو۔ فلسطینیوں کو بھی اللہ تعالیٰ دعاؤں اور اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یوکرائن اور روس کی جنگ میں بھی جس میں یورپ اور امریکہ کے براہ راست شامل ہونے کی خبریں آرہی ہیں اس سے بھی عالمی جنگ کے خطرات مزید بڑھ رہے ہیں۔ اس کیلئے بھی جہاں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے۔ وہاں احتیاطی تدابیر کے طور پر جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا تھا اور پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی ایک نسخہ ایٹمی اثرات سے بچنے کا دے چکے ہیں جماعت میں کافی معروف ہے۔ ہومیو پیتھک کا جو ہمارا شعبہ ہے وہ بتا بھی دے گا۔ اس کا بھی کم از کم ایک کورس تین تین خوراکوں کا دوبارہ کر لینا چاہئے۔ اسی طرح احمدیوں کو دو تین مہینے کا راشن بھی گھروں میں رکھنا چاہئے اور خاص طور پہ جہاں براہ راست جنگ کا خطرہ ہے۔

جنگ نہ بھی ہو تب بھی اس کا فائدہ ہی ہے۔ پرانا راشن بھی جو لوگوں نے جمع کیا تھا مختلف آفات آتی رہیں اس میں وہ استعمال ہوتا رہا اور انہوں نے یہی کہا کہ ہمیں فائدہ ہی ہوا۔

یمن کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے اور وہ جو یمنی فوجوں کو یا جو ایک گروپ ہے اس کو یہ شک ہے کہ جماعت احمدیہ ملک کے خلاف سازشیں کرنے والی ہے ان کے شکوک دُور ہوں اور ان کی رہائی جلدی ہو۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ بھی عقل دے کہ وہ ترقی کے نام پر دنیا کی غلاظتوں میں پڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی پہچان کریں۔ مسلمان ملکوں کو بھی اللہ تعالیٰ انصاف پر قائم کر کے ایک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچانے والے ہوں۔

ایک افسوسناک اطلاع بھی ہے۔ مکرم طاہر اقبال چیمہ صاحب ابن خضر حیات چیمہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چک 84 فتح ضلع بہاولپور کو گذشتہ دنوں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن۔

طاہر اقبال چیمہ صاحب کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ دو نامعلوم افراد نے 4/مارچ کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ بوقت شہادت مرحوم کی عمر ساٹھ سال تھی۔ مزید تفصیلات اس طرح ہیں کہ طاہر اقبال چیمہ صاحب صدر جماعت چک 84 فتح ضلع بہاولپور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حسبِ معمول سیر کیلئے روانہ ہوئے۔ دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے تعاقب کر کے فائرنگ کر دی۔ آپ کے سر میں دو گولیاں لگیں جس کے نتیجہ میں آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور موقع سے فرار ہو گئے۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے لیکن وہاں اسکے بارے میں تحقیق تو ہوتی کچھ نہیں۔ بہرحال مقدمہ درج ہوا ہے۔ شہید مرحوم کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی یا ذاتی رنجش نہیں تھی۔ اپنے گاؤں اور ارد گرد کے دیہات میں بھی یہ نیک نامی کے حامل اور بڑے شریف النفس مشہور تھے۔ سوائے مذہبی عنصر کے ان کی شہادت کی اَور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم محسین خان صاحب کے بھائی حضرت حکم دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے 1905ء میں چک 46/شمالی سرگودھا سے قادیان جا کر بیعت کی تھی اور قادیان میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔ اسکے بعد انہوں نے اپنے بھائیوں اور خاندان کے دیگر افراد کو بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کرنے کی تحریک کی جس کی وجہ سے شہید مرحوم کے پڑدادا محسین خان صاحب نے سب بھائیوں سمیت بذریعہ خط بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں یہ خاندان چک 84 بہاولپور منتقل ہو گیا۔ شہید مرحوم 64ء میں چک 84 بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ وہیں میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ زمیندارے کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ بفضل خدا نظام وصیت میں شامل تھے۔ بوقتِ شہادت بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس سے پہلے بحیثیت سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ بھی خدمت کی توفیق ان کو ملتی رہی۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ، صوم و صلوٰۃ کے علاوہ نمازِ تہجد کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتے۔ سفر کے دوران بھی نماز کی ادائیگی کا خصوصی انتظام کرتے۔ خلافت سے عشق تھا۔ میرے خطبات باقاعدگی سے سنتے اور جائزہ لیتے کہ کیا گھر کے سب افراد نے خطبہ سن لیا ہے۔ بوقتِ شہادت تمام لازمی چندہ جات اور حصہ جائیداد کا حساب مکمل تھا۔ جماعتی مہمانان کا خصوصی خیال رکھتے اور کوشش کرتے کہ ان کی مہمان نوازی اپنے گھر میں کی جائے۔ جماعتی طور پر نہ ہو بلکہ ذاتی طور پہ ہو۔ وہاں کے قبرستان کا بھی مرحوم نے انتظام کیا۔ پاکستان میں قبروں کا بھی اور قبرستان کا بھی بڑا مسئلہ رہتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی شریر انسان یا گروپ ہماری قبروں کے کتبے توڑ جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبرستان کا بھی انتظام کیا۔ قبروں کا جائزہ بھی لیتے رہتے تھے۔ ان کو maintain بھی رکھتے تھے۔ یہ بھی آج کل وہاں کافی کام ہے۔ گاؤں کے اکثر لوگ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھواتے تھے جن میں غیراز جماعت بھی شامل تھے۔ اگر اعتبار تھا تو صرف احمدی پر کہ یہی ہماری امانتوں کو صحیح طرح رکھ سکتا ہے اور ساتھ دشمنی بھی۔ ان لوگوں کا یہ بھی عجیب طریق ہے۔ لیکن بہرحال جو امانتیں رکھواتے تھے وہ شریف النفس لوگ ہی ہیں لیکن دوسروں کو پھر بھی سمجھ نہیں آتی۔

ان کی اہلیہ کشور ناہید صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند مرحوم کا رویہ میرے ساتھ نہایت مشفقانہ رہا۔ گھر میں نماز کی ادائیگی اور خلیفہ وقت کے خطبات کے سننے کا جائزہ لیتے۔ میرے عزیزوں سے ہمیشہ اپنائیت کا اور دوستانہ تعلق کا سلوک رکھتے۔

شہید مرحوم کی بیٹی مدیحہ طاہر کہتی ہیں کہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ اطاعت کا وصف نمایاں تھا۔ خلافت سے بے حد احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ نڈر اور بہادر احمدی تھے۔ بچوں سے ہمیشہ دوستانہ تعلق رکھا۔

امیر صاحب ضلع بہاولپور، مربی ضلع بہاولپور اور دیگر عہدیداران نے بھی شہید مرحوم کی بڑی تعریف کی ہے۔ بڑی ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ مہمان نوازی نمایاں وصف تھا۔ مرکزی نمائندگان اور واقفینِ زندگی سے اپنائیت کا تعلق رکھتے تھے۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے لقمان احمد اپنی فیملی کے ساتھ جرمنی میں ہیں۔ بیٹی مدیحہ طاہر یہاں یوکے میں رہتی ہیں۔ ایک بیٹے سلمان طاہر ان کے ساتھ ہی وہاں زمیندارہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز کے بعد ان شاءاللہ ان کی نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2024ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 25، 26، 27/اکتوبر 2024ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیں اس طرح جائزہ لینا چاہئے کہ
ہماری صُبحیں اور ہماری راتیں ہماری نیکیوں کی گواہ ہونی چاہئیں

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 12)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی
اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 12)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

زینب بنت جحش کی شادی 5 ہجری

اسی سال یعنی ہجرت کے پانچویں سال میں غزوہ بنی مصطلق سے کچھ عرصہ پہلے جو شعبان 5 ہجری میں واقع ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی فرمائی۔ بعض مؤرخین مثلاً ابن اثیر اور صاحب خمیس وغیرہ نے زینب بنت جحش کی شادی کو غزوہ بنی مصطلق کے بعد رکھا ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ بات صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ جس وقت حضرت عائشہ پر اتہام لگایا گیا تھا اس وقت زینب بنت جحش کی شادی ہو چکی تھی اور حضرت عائشہ کے خلاف الزام لگائے جانے کا واقعہ مسلمہ طور پر غزوہ بنی مصطلق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حضرت زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں اور باوجود نہایت درجہ نیک اور متقی ہونے کے ان کی طبیعت میں اپنے خاندان کی بڑائی کا احساس بھی کسی قدر پایا جاتا تھا۔ اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اس قسم کے خیالات سے بالکل پاک تھی اور گو آپ خاندانی حالات کو تمدنی رنگ میں قابل لحاظ سمجھتے تھے مگر آپ کے نزدیک بزرگی کا حقیقی معیار ذاتی خوبی اور ذاتی تقویٰ وطہارت پر مبنی تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ یعنی ”اے لوگو! تم میں سے جو شخص زیادہ متقی ہے وہی زیادہ بڑا اور صاحب عزت ہے۔“ پس آپ نے بلا کسی تامل کے اپنی اس عزیزہ یعنی زینب بنت جحش کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی زید بن حارثہ کے ساتھ تجویز فرما دی۔ پہلے تو زینب نے اپنی خاندانی بڑائی کا خیال کرتے ہوئے اسے ناپسند کیا۔ لیکن آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرزور خواہش کو دیکھ کر رضامند ہوگئیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور تجویز کے مطابق زینب اور زید کی شادی ہوگئی اور گو زینب نے ہر طرح شرافت سے نبھاؤ کیا مگر زید نے اپنے طور پر یہ محسوس کیا کہ زینب کے دل میں ابھی تک یہ خلش مخفی ہے کہ میں ایک معزّز خاندان کی لڑکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہوں اور زید ایک محض آزاد شدہ غلام ہے اور میرا کفو نہیں۔ دوسری طرف خود زید کے دل میں بھی زینب کے مقابلہ میں اپنی پوزیشن کے چھوٹا ہونے کا احساس تھا اور اس احساس نے آہستہ آہستہ زیادہ مضبوط ہو کر ان کی خانگی زندگی کو بے لطف کر دیا اور میاں بیوی میں ناچاقی رہنے لگی۔ جب یہ ناگوار حالت زیادہ ترقی کر گئی تو زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بزعم خود زینب کے سلوک کی شکایت کر کے انہیں طلاق دے دینے کی اجازت چاہی۔ اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے یہ شکایت کی کہ زینب سخت زبانی سے کام لیتی ہے اس لئے میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعاً یہ حالات معلوم کر کے صدمہ ہوا مگر آپ نے زید کو طلاق دینے سے منع فرمایا۔ اور غالباً یہ بات محسوس کر کے کہ زید کی طرف سے نبھاؤ کی کوشش میں کمی ہے آپ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کر کے جس طرح بھی ہو نبھاؤ کی کوشش کرو۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آپ کے یہ الفاظ مذکور ہوئے ہیں کہ اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ زَوۡجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ یعنی اے زید! ”اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔“

آپ کی اس نصیحت کی وجہ یہ تھی کہ اول تو اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق کو ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا اَبۡغَضُ الۡحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی ”ساری حلال چیزوں میں سے طلاق خدا کو زیادہ ناپسند ہے۔“ اور اسی لئے اسلام میں صرف انتہائی علاج کے طور پر اسکی اجازت دی گئی ہے۔ دوسرے جیسا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام زین العابدین علی بن حسینؓ کی روایت ہے اور امام زہری نے اس روایت کو مضبوط قرار دیا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے یہ وحی الٰہی ہو چکی تھی کہ زید بن حارثہ بالآخر زینب کو طلاق دے دیں گے اور اسکے بعد زینب آپ کے نکاح میں آئیں گی اس لئے آپ اس معاملہ میں اپنا ذاتی تعلق سمجھتے ہوئے بالکل غیر متعلق اور غیر جانب دارانہ رویہ رکھنا چاہتے تھے اور اپنی طرف سے اس بات کی پوری پوری کوشش کرنا چاہتے تھے کہ زید اور زینب کے تعلق کے قطع ہونے میں آپ کا کوئی دخل نہ ہو اور جب تک نبھاؤ کی صورت ممکن ہو نبھاؤ ہوتا رہے اور اسی خیال کے ماتحت آپ نے بڑے اصرار کے ساتھ زید کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم طلاق نہ دو اور خدا کا تقویٰ اختیار کر کے جس طرح بھی ہو سکے نبھاؤ کرو۔ آپ کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کے عقد میں آئیں تو لوگوں میں اس کی وجہ سے اعتراض ہوگا کہ آپ نے اپنے متبنّٰی کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے اور خواہ نخواہ ابتلاء کی صورت پیدا ہوگی۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ مُبۡدِیۡہِ وَتَخۡشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشٰہُ یعنی ”اے نبی! تو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھا وہ بات جسے خدا نے آخر ظاہر کرنا تھا اور تو لوگوں کی وجہ سے ڈرتا تھا اور یقیناً خدا اس بات کا بہت زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جاوے۔“

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو تقویٰ اللہ کی نصیحت کر کے طلاق دینے سے منع فرمایا اور آپ کی اس نصیحت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے زید خاموش ہو کر واپس آ گئے مگر اکھڑی ہوئی طبیعتوں کا ملنا مشکل تھا اور جو بات نہ بننی تھی نہ بنی اور کچھ عرصہ کے بعد زید نے طلاق دے دی۔ جب زینب کی عدت ختم ہو چکی تو ان کی شادی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر وحی نازل ہوئی کہ آپ کو انہیں خود اپنے عقد میں لے لینا چاہئے اور اس خدائی حکم میں علاوہ اس حکمت کے کہ اس سے زینب کی دلداری ہو جائے گی اور مطلقہ عورت کے ساتھ شادی کرنا مسلمانوں میں عیب نہ سمجھا جائے گا یہ حکمت مدنظر تھی کہ چونکہ زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبنّٰی تھا اور آپ کا بیٹا کہلاتا تھا، اس لئے جب آپ خود اسکی مطلقہ سے شادی فرمالیں گے تو اس بات کا مسلمانوں میں ایک عملی اثر ہوگا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ اس پر حقیقی بیٹوں والے احکام جاری ہوتے ہیں اور آئندہ کیلئے عرب کی جاہلانہ رسم مسلمانوں میں پورے طور پر مٹ جائے گی۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن شریف جو تاریخ اسلامی کا سب سے زیادہ صحیح ریکارڈ ہے یوں فرماتا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡہَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰکَہَا لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِہِمۡ اِذَا قَضَوۡا مِنۡہُنَّ وَطَرًا ؕ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا یعنی ”جب زید نے زینب سے قطع تعلق کر لیا تو ہم نے زینب کی شادی تیرے ساتھ کر دی تاکہ مومنوں کیلئے اپنے منہ بولے بیٹوں کی مطلقہ بیویوں کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی روک نہ رہے۔ بعد اسکے کہ وہ منہ بولے بیٹے اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر لیں اور خدا کا یہ حکم اسی طرح پورا ہونا تھا۔

الغرض اس خدائی وحی کے نازل ہونے کے بعد جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی خواہش اور خیال کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا، آپ نے زینب کے ساتھ شادی کا فیصلہ فرمایا اور پھر زید کے ہاتھ ہی زینب کو شادی کا پیغام بھیجا اور زینب کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر ان کے بھائی ابو احمد بن جحش نے ان کی طرف سے ولی ہو کر چار سو درہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور اس طرح وہ قدیم رسم جو عرب کی سرزمین میں راسخ ہو چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نمونہ کے نتیجہ میں اسلام میں بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دی گئی۔

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ عام مؤرخین ومحدثین کا یہ خیال ہے کہ چونکہ زینب کی شادی کے متعلق خدائی وحی نازل ہوئی تھی اور خدا کے خاص حکم سے شادی وقوع میں آئی اس لئے ظاہری طور پر ان کے نکاح کی رسم ادا نہیں کی گئی۔ مگر یہ خیال درست نہیں ہے۔ بے شک خدا کے حکم سے یہ شادی ہوئی اور کہا جاسکتا ہے کہ آسمان پر نکاح پڑھایا گیا مگر اس وجہ سے شریعت کی ظاہری رسم سے جو وہ بھی خدا ہی کی مقرر کردہ ہے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ابن ہشام کی روایت جس کا حوالہ اوپر درج کیا گیا ہے اور جس میں ظاہری رسم نکاح کا واقع ہونا بتایا گیا ہے اس معاملہ میں واضح ہے اور کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہنے دیتی۔ اور یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ دوسری امہات المومنین کے مقابلہ میں زینب یہ فخر کیا کرتی تھیں کہ ”تمہارے نکاح تمہارے ولیوں نے زمین پر پڑھائے ہیں اور میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے“ اس سے بھی یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ زینب کے نکاح کی ظاہری رسم ادا نہیں ہوئی کیونکہ باوجود ظاہری رسم کی ادائیگی کے ان کا یہ فخر قائم رہتا ہے کہ ان کا نکاح خدا کے خاص حکم سے آسمان پر ہوا مگر اسکے مقابل پر دوسری امہات المومنین کی شادیاں عام اسباب کے ماتحت محض ظاہری رسم کی ادائیگی کے ساتھ وقوع میں آئیں۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اذن کے زینب کے پاس تشریف لے گئے تھے اور اس سے بھی یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ان کے نکاح کی ظاہری رسم ادا نہیں ہوئی۔ مگر غور کیا جاوے تو اس بات کو بھی ظاہری رسم کے ادا ہونے یا نہ ہونے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے گھر بغیر اجازت چلے گئے تھے تو یہ غلط اور خلاف واقعہ ہے کیونکہ بخاری کی صریح روایت میں یہ ذکر ہے کہ شادی کے بعد زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں نہ آپ ان کے گھر گئے تھے اور اگر اس روایت سے یہ مراد ہے کہ جب وہ رخصت ہو کر آپؐ کے گھر آ گئیں تو اس کے بعد آپؐ ان کے پاس بغیر اذن کے تشریف لے گئے تو یہ کوئی غیر معمولی اور خلاف دستور بات نہیں ہے کیونکہ جب وہ آپؐ کی بیوی بن کر آپؐ کے گھر آ گئی تھیں تو پھر آپؐ نے بہرحال ان کے پاس جانا ہی تھا اور آپؐ کو اذن کی ضرورت نہیں تھی۔ پس اذن نہ لینے والی روایت کا قطعاً کوئی تعلق اس سوال سے نہیں ہے کہ آپ کے اس نکاح کی ظاہری رسم ادا کی گئی یا نہیں اور حق یہی ہے کہ جیسا کہ ابن ہشام کی روایت میں تصریح کی گئی ہے باوجود خدائی حکم کے اس نکاح کی باقاعدہ رسم ادا کی گئی تھی اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسا ہوا ہو کیونکہ اول تو عام قاعدہ میں استثناء کی کوئی وجہ نہیں تھی اور دوسرے جبکہ اس نکاح میں ایک رسم کا توڑنا اور اسکے اثر کو زائل کرنا مقصود تھا تو اس بات کی بدرجہ اولیٰ ضرورت تھی کہ یہ نکاح بڑے اعلان کے ساتھ علیٰ رؤس الاشہاد وقوع میں آتا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 543 تا 546، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1381) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والدہ محترمہ ڈاکٹر چوہدری شاہ نواز خان صاحب زوجہ چوہدری مولا بخش صاحب چونڈے والے سرشتہ دار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب دوسری دفعہ میں قادیان میں آئی تو حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی بیوی مرحومہ کرسی پر بیٹھی تھیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام مجھے کچھ علم نہیں ہے میں سیدھی سادی ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ سیدھے سادوں کو قبول کر لیتا ہے۔‘‘

(1382) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے پہلے پہل فونوگراف منگوایا تو ان دنوں بڑے شوق اور تعجب سے دیکھا جاتا اور سنا جاتا تھا۔ ایک روز حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لالہ شرمپت وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی سنواؤ تو ہم نے اس میں تبلیغی فائدہ کو مدنظر رکھ کر ایک نظم بھروا دی ہے۔ (وہ نظم مذکور حسب ذیل ہے)

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک وصاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر نہیں اگر دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ وجدال وخلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کُشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جوکہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ نظم لالہ شرمپت وغیرہ کی موجودگی میں سنائی گئی پھر اُسی وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے سورۃ مریم کے ایک یا دو رکوع فونوگراف کے سامنے پڑھے۔ وہ بھی فونوگراف میں بھرے گئے۔ حضور علیہ السلام نے بھی یوں فونوگراف سنا۔‘‘

(1383) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صفیہ بیگم صاحبہ شاہجہاں پوری اہلیہ محترمہ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم واعظ مجاہد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جب آپؑ دہلی تشریف لے گئے تو وہاں ایک شخص ہر روز آکر آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ حضورؑ نے حضرت ام المومنین سے فرمایا کہ ’’اسے ایک گلاس شربت کا بنا کر بھیج دو۔ اس کا گلا گالیاں دیتے سوکھ گیا ہوگا۔‘‘ حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ ’’میں بھیج تو دوں مگر وہ کہے گا کہ مجھے زہر ملا کر دیا ہے۔‘‘ واپسی پر آپ نے لدھیانہ میں قیام کیا وہاں بھی کئی مخالفوں نے آکر گالیاں دیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے انہیں روکا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’میر صاحب! مت روکو۔ ان کو دل خوش کر لینے دو۔‘‘

(1384) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ میرے سر کی طرف ایک فرشتہ ہے اور میرے پاؤں کی طرف ایک فرشتہ ہے وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ ایک نے دوسرے کو میاں شریف احمد (صاحب) کی نسبت کہا کہ وہ بادشاہ ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں پہلے تو اس نے قاضی بننا ہے۔‘‘

(1385) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مغلانی نور جان صاحبہ بھاوجہ مرزا غلام اللہ صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ مُردوں کے نام پر محتاجوں کو روٹی دو مُلانوں کو نہ دو۔ ملاں جب کوٹھوں پر روٹیاں سکھانے کو ڈالتے ہیں کتے اور کوّے کھاتے ہیں اور وہ چوڑھوں کو روٹی دیتے ہیں۔‘‘

(1386) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک بار حضورؑ کے ساتھ مولوی شیر علی صاحب کے گھر کے قریب آئے۔ ہندو بازار سے ہوتے ہوئے رات کے وقت گزرے۔ فرمایا ’’یہ سب ہمارے ہی بازار ہیں۔ سب احمدی ہو جاویں گے۔ سب بازار ہمارا ہی ہے۔‘‘ پھر بڑی مسجد میں آکر اپنے والد صاحب کی قبر پر دعا کی اور ہم سب نے بھی دعا کی۔ فرمایا ’’پانی لاؤ اس کوئیں کا پانی بہت ٹھنڈا ہے۔‘‘ پانی منگوا کر پہلے حضور علیہ السلام نے پیا پھر ہم سب نے پیا۔ فرمایا ’’اسکا پانی بہت ٹھنڈا ہے۔‘‘ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ اسکا بھی ٹھنڈا ہے جو درزی خانہ کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا ’’نہیں یہ بہت ٹھنڈا ہے اور لذیذ ہے اور بہت بہتر ہے۔‘‘

(1387) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت اماں جان لاہور تشریف لے گئیں تو ہم نے بازار سے تربوز منگوائے۔ ان کو کاٹ کر اور مصری ڈال کر رکھ چھوڑا۔ میں، سرور سلطان صاحبہ، زینب استانی صاحبہ اُم ناصر احمد صاحب فاطمہ صاحبہ اہلیہ مولوی محمد علی صاحب اور عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سب مل کر کھانے لگیں۔ ایک مائی تابی ہوا کرتی تھی۔ ہم نے ایک ٹکڑا اس کو بھی کھانے کو دیا۔ اس نے کھا کر درمیان میں جو برتن تھا اس میں چھلکا پھینک دیا۔ تربوز کے پانی کی چھینٹیں اڑ کر ہم سب پر پڑیں۔ ہم کو بھی شرارت سوجھی۔ ہم نے اپنے اپنے چھلکے مائی تابی کو مارے۔ وہ بیچاری غصہ ہوگئی اور حضرت صاحبؑ سے جا کر شکایت کی۔ حضورؑ نے گواہیاں لیں تو معلوم ہوا کہ پہل مائی نے کی تھی۔ پھر سب کو باری باری بلا کر پوچھا۔ آپؑ ہنس پڑے اور فرمایا۔ ’’مائی پہل تم نے کی تھی۔‘‘

(1388) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضورؑ دن بھر یا تو عبادت کرتے رہتے تھے یا لکھتے رہتے تھے اور جب بہت تھک جاتے تھے تو رات کے وقت حافظ معین الدین صاحب کو کہا کرتے تھے کہ ’’کچھ سناؤ تا کہ مجھے نیند آجائے۔‘‘ حافظ صاحب آپ کو دبایا بھی کرتے تھے۔ ایک دن حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ ’’حافظ صاحب کچھ سنایئے۔‘‘ حافظ صاحب سنانے لگے۔ سناتے سناتے حافظ صاحب نے سمجھا کہ حضورؑ سو گئے ہیں۔ وہ چپ ہو گئے حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ ’’سنایئے میں سویا نہیں۔ میرے سر میں درد ہے۔‘‘ اسی طرح حضرت صاحب نے صبح تک تین چار دفعہ کہا۔ صبح کے وقت آپؑ مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جایا کرتے تھے اور جب آتے تو حضرت ام المومنین کو جو بات وہاں ہوتی سنا دیا کرتے۔ آپؑ کے کھانے کے وقت بہت سے لوگ تبرک کیلئے عرض کرتے آپؑ ان سب کو دے دیا کرتے۔

(1389) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ جب میں پہلی بار آئی تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر جانا منع کیا ہوا تھا۔ میں بھی ڈر کے مارے نہیں جایا کرتی تھی۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ’’فضل سے کہو کہ تم کو منع نہیں کیا۔ تم جایا کرو تمہاری رشتہ داری ہے۔‘‘

(1390) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صفیہ بیگم صاحبہ شاہجہاں پوری اہلیہ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم واعظ مجاہد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضورؑ باہر سیر کو تشریف لے گئے تو مستورات بھی ساتھ تھیں۔ آپؑ آدھے راستہ سے ہی واپس آگئے۔ راستہ میں تھے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ تیرے نام منی آرڈر آیا ہے۔ تو مسیح موعود علیہ السلام ڈاک خانہ سے پچاس روپے وصول کرتے ہوئے اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔

(1391) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ضلع گورداسپور کی عورتیں آئیں۔ حضرت اماں جان کچھ گھبرا گئیں۔ گاؤں کی عورتیں جن کے سر میں گھی لگا ہوتا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ ’’گھبرانے کی بات نہیں۔ مجھے تو حکم ہے کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (یہ الہام ہیں) آپ کو معلوم نہیں یہ میرے مہمان ہیں۔‘‘

(1392) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مغلانی نور جان صاحبہ بھاوجہ مرزا غلام اللہ صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ بیواؤں کے نکاح ثانی کے متعلق جب پشاور سے چار عورتیں آئی تھیں دو ان میں سے بیوہ، جوان اور مال دار تھیں۔ مَیں ان کو حضرتؑ کے پاس لے گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’جوان عورتوں کو نکاح کر لینا چاہئے۔‘‘ میں نے کہا جن کا دل نہ چاہئے وہ کیا کریں؟ یا بچوں والی ہوں ان کی پرورش کا کون ذمہ دار ہو؟ آپ نے فرمایا ’’اگر عورت کو یقین ہو کہ وہ ایمانداری اور تقویٰ سے گذار سکتی ہے اس کو اجازت ہے کہ وہ نکاح نہ کرے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ نکاح کر لے۔‘‘

(1393) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ سات دسمبر اٹھارہ سو ننانوے کا واقعہ ہے۔ فرمایا کہ ’’ہم نے گھر میں کہا ہوا ہے کہ جب کوئی بھاجی کے طور پر کوئی چیز بھیجے تو نہ لیا کرو۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’ایک روز ایک عورت سکھ مذہب کی ہمارے گھر میں بعض چیزیں لے کر آئی۔ حسب دستور ہمارے گھر سے واپس کر دی گئیں۔ اس عورت نے کہا کہ واپس نہ کرو۔ مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ مجھ پر آپ نے بڑا احسان کیا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے اس عورت کو شناخت کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ اس عورت کے لڑکے کو ام الصبیان کی بیماری تھی اور لڑکا قریب المرگ تھا وہ ہمارے پاس لڑکے کو لے آئی اس کا علاج کیا گیا، لڑکا اچھا ہو گیا۔ اسکے شکرانہ میں وہ کچھ چیزیں لائی تھی پھر ہم نے گھر میں کہا کہ لے لو یہ شکر گزاری کے طور پر ہے۔‘‘ (بھاجی وہ ہے جو بدلہ کے طور پر دی جائے)

(1394) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’میں نے درخواست کی کہ حضرت! مرد آپ کی تقریریں سنتے رہتے ہیں۔ ہم میں بھی کوئی وعظ ونصیحت کریں۔ آپؑ نے فرمایا ’’اچھا ہم تقریر کریں گے۔‘‘ پھر رات کو سب مستورات کو حضورؑ نے بلا بھیجا۔ کئی بہنوں کو اس وقت بچے پیدا ہوئے ہوئے تھے اور چلوں میں تھیں۔ جب ان کو معلوم ہوا تو وہ ڈولیوں میں بیٹھ کر آگئیں۔ ساری تقریر تو مجھے یاد نہیں رہی یہ یاد ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’عورتوں میں یہ مرض حد سے بڑھا ہوا ہے کہ شرک کرتی ہیں اور پیر دستگیرؒ کی منتیں مانتی ہیں اور ایک دوسری کی شکایت کرنا ان کا رات دن کا کام ہے اور عورتیں یہ دیکھنے آتی ہیں کہ یہ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ روزے رکھتے ہیں یا نہیں؟ ان کو یہ چاہئے کہ یہ خیال کر کے آئیں کہ ہم مسلمان بننے آئے ہیں اور نماز کے متعلق یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ عورتوں پر کچھ دن ایسے بھی آتے ہیں کہ ان میں وہ نماز اور روزے نہیں ادا کر سکتیں۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

میں دُنیا کو ایک عرصے سے ایک بڑے پیمانے پر ہونے والی عالمی جنگ کے خطرات اور اس کے مہلک اور تباہ کن اثرات سے خبردار کر رہا ہوں

دنیا اللہ تعالیٰ سے دُور جا پڑی ہے اور انہوں نے مادی فوائد اور دنیاوی خواہشات کے حصول کو ہی اپنی زندگی کا بنیادی مقصد بنا لیا ہے

یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی میں اسی بے سود اور لالچ وحرص کے تتبع نے دو بار دنیا کو تباہ کن اور خوفناک عالمی جنگوں میں جھونک دیا

میری دعا ہے کہ دوسروں کو زیر نگیں کرنے اور اپنے حقوق کا ڈھول پیٹنے کی بجائے قومیں اور ان کے لیڈر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے فوائد کو سمجھیں

ایک دوسرے کے عقائد اور روایات کیلئے برداشت پیدا کریں اور معاشرے میں اس تنوّع کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں

جماعت احمدیہ یونان کے 7ویں نیشنل پیس سمپوزیم کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ یونان 16/ مارچ 2023ء کو اپنا ساتواں سالانہ پیس سمپوزیم منعقد کر رہی ہے جس کا موضوع ’’ازلی وابدی امن کی بنیادیں‘‘ ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب وکامران ہو۔ اور اس میں شامل ہونے والے تمام افراد امن کی ضرورت کو سمجھیں اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر خود کو وقف کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی امید کرتے ہیں کہ حالیہ سالوں میں ہونے والے واقعات اور جنگوں کی وجہ سے جو دنیا کے امن کو نقصان پہنچا ہے اس کا اختتام ہو جائے اور ایک ایسی پرامن دنیا ابھرے جس میں تمام لوگ اور قومیں دوستانہ ماحول میں اکٹھے رہیں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

میں ایک عرصے سے ایک بڑے پیمانے پر ہونے والی عالمی جنگ کے متعلق خطرات پر بات کر رہا ہوں۔ اور اس کے مہلک اور تباہ کن اثرات سے خبردار کر رہا ہوں۔ بدقسمتی سے ایسا لگ رہا ہے کہ اس پیغام کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ سے دُور جا پڑی ہے اور انہوں نے مادی فوائد اور دنیاوی خواہشات کے حصول کو ہی اپنی زندگی کا بنیادی مقصد بنا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی میں اسی بے سود اور لالچ وحرص کے تتبع نے دو بار دنیا کو تباہ کن اور خوفناک عالمی جنگوں میں جھونک دیا۔ تاریخ کی ان خوفناکیوں سے کچھ سبق سیکھنے کی بجائے ایک بار پھر دنیا پر جنگ وجدل کا بھوت سوار ہو چکا ہے۔

میری دعا ہے کہ دوسروں کو زیر نگیں کرنے اور اپنے حقوق کا ڈھول پیٹنے کی بجائے قومیں اور ان کے لیڈر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے فوائد کو سمجھیں۔ اور دنیا کے مسائل کا ذمہ دار کچھ مذاہب یا کسی خاص نسل کے لوگوں کو ٹھہرانے کی بجائے ایک دوسرے کے عقائد اور روایات کیلئے برداشت پیدا کریں اور معاشرے میں اس تنوّع کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔

جب ہم بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے پر نظر ڈالتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ جب آپؐ نے مدینہ ہجرت کی تو آپؐ نے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔ جس کا مقصد مسلمانوں اور یہودیوں کا باہمی ہمدردی، برداشت اور برابری کے جذبات کی روح کے ساتھ آپس میں مل کر رہنا تھا اور یہ معاہدہ مدینہ میں رہنے والے مختلف لوگوں کے درمیان انسانی حقوق، حکمرانی اور امنِ عامہ کے قیام کو یقینی بنانے والا عظیم الشان سند نامہ ثابت ہوا۔ اس کی شرائط کے مطابق تمام لوگ مذہب وملت کے فرق کے بغیر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے پابند تھے۔ عقائد اور اپنے اچھے برے کے اختیار کی آزادی اس معاہدے کے بنیادی جزو تھے۔ درحقیقت مدینہ کے اس معاہدہ کی بنیاد عین قرآن کریم کی تعلیمات تھی۔ جیسے کہ سورت نحل آیت 91 میں اللہ فرماتا ہے کہ ’’یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔‘‘

اس آیت میں قرآن دوسرے لوگوں اور قوموں سے تعلقات کی تین درجات میں درجہ بندی کرتا ہے۔ سب سے پہلا اور نچلا درجہ انصاف ہے جہاں قرآن اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ہر کسی کے ساتھ جائز اور برابری کی سطح کا سلوک کیا جائے یہاں تک کہ سچائی، دیانتداری اور انصاف کے اصول کو قائم کرنے اور اس کا بول بالا کرنے کیلئے اگر اپنے خلاف یا اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو وہ گواہی دے۔

دوسرا درجہ جس کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف وہ انصاف کا قیام کرے بلکہ اس سے بھی آگے جا کر اچھائی کے طریق کو اختیار کرتے ہوئے دوسروں سے حسن سلوک کرے اور ان کے قصور معاف کر دے۔

تیسرا درجہ جو قرآن نے ہمیں سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان دوسروں سے اس طرح کا سلوک کرے جیسے ایک ماں محبت سے اپنے بچے سے سلوک کرتی ہے اور اس میں کوئی بھی نفسانی خواہش شامل نہیں ہوتی۔ دوسروں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اس درجہ کا حصول ہی ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔

سادہ الفاظ میں دوسرے نفوس کے حقوق کی ادائیگی کرنا ہی اس اسلامی تعلیم کی پنہاں حکمت ہے۔ میری دعا ہے کہ ہم انسانوں کی اچھائیوں کو دیکھنے والے ہوں اور ایک دوسرے کی طاقت اور مہارت کو اپنے بچوں کی خاطر اس دنیا کو بہتر اور پُرامن بنانے اور معاشرے کے اندر لافانی امن کی بنیاد کے بیج بونے کیلئے استعمال کرنے والے ہوں۔ یقینی طور پر اس کے متبادل کچھ نہیں سوچا جا سکتا۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ انسانیت پر رحم کرے اور اللہ کرے کہ دنیا کے لوگ اور خاص طور پر لیڈر اور پالیسیاں بنانے والے عقل اور سمجھ سے کام لیں اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ اللہ آپ سب پر رحم کرے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/ اکتوبر 2023ء)

ہر اس چیز سے بچو جو دین میں بُرائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کیلئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں بُرائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے......بہت سی بُرائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔‘‘

(بحوالہ مشعل راہ، جلد 5 حصہ 3، صفحہ 153)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ✿ نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں ✿ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ✿ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

ابن مریم مرگیا حق کی قسم ✿ داخل جنت ہوا وہ محترم

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی قرآن کریم کا سیکھنا، پڑھنا، یاد کرنا ضروری ہے۔ اللہ کرے کہ ہم نے رمضان کے گزشتہ دنوں میں قرآن کریم کے پڑھنے سے جو فیض پایا ہے اس سے بڑھ کر رمضان کے جو بقیہ دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں ان دنوں میں یہ فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ (خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 637)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

پہلا حکم جس کیلئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے یہی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ صرف رمضان کے تیس دن عبادتوں کیلئے نہیں ہیں بلکہ فرمایا کہ میرا حکم یہ ہے کہ مستقل عبادت کرو۔ روزانہ کی پانچ نمازیں باجماعت ادا کرو جو فرض کی گئی ہی ہیں۔ (خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 642)

طالب دعا: بی. ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

بقیہ رپورٹ پیس سمپوزیم از صفحہ 2

آج ایک مرتبہ پھر ہم یہاں پیس سمپوزیم کے موقعے پر جمع ہوئے ہیں تاکہ ہم حقیقی امن کے قیام کیلئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ لے سکیں۔ گذشتہ دو دہائیوں سے مَیں دنیا بھر کی حکومتوں، سیاستدانوں اور عوام سے اپیل کر رہا ہوں کہ آپ اپنے معاشی اختلافات کو دُور کر کے دنیا میں حقیقی امن کے قیام کیلئے مل کر کوشش کریں۔ مَیں نے ہمیشہ اُن مذہبی اور سیاسی عوامل کی نشان دہی کی ہے کہ جو امن کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ مَیں نہ صرف بین الاقوامی تنازعات کے حل کیلئے اقوامِ عالم کو متوجہ کرتا رہا ہوں بلکہ مختلف ممالک کے داخلی معروضی حالات میں جہاں بہت سی قومیتیں اکٹھی رہتی ہیں، انہیں بھی سمجھاتا رہا ہوں کہ کس طرح ان مختلف گروہوں کو قریب لایا جاسکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ معمولی نوعیت کے علاقائی جھگڑے بسا اوقات پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور اگر کوئی عالمی طاقت اپنے کسی ایجنڈے کے تحت اس صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہے تو جنگ کے شعلے دُور دُور تک جا پہنچتے ہیں۔ آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح بیرونی طاقتوں کی مداخلت نے عراق، شام اور پھر سوڈان کے حالات کو ابتر سے مزید ابتر کر دیا۔ اگر ہم غور کریں تو ان داخلی ناہمواریوں کی اصل وجہ عدل و انصاف اور مساوات کا فقدان ہے۔ دنیا بھر میں امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عدم انصاف ہی ہے۔

حالیہ برسوں میں مختلف ممالک کے اندر اور باہر، عالمی سطح پر جس تیزی سے تنازعات میں اضافہ ہو رہا ہے ان کی جانب سے منہ موڑ کر یہ سمجھنا کہ دنیا کو کوئی خطرہ نہیں ایسی جہالت ہے جو بالآخر دنیا کی ہلاکت پر منتج ہوگی۔ وہ طاقتیں جو اس حقیقت کو ماننے پر آمادہ نہیں تھیں کہ دنیا کا امن خطرے میں ہے اب برملا جوہری ہتھیاروں کے استعمال کے ڈر کا اظہار کر رہی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ جوہری ہتھیار کیسی ہولناک تباہی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ سامنے کھڑی اس تباہی کو دیکھتے ہوئے بھی یہ لوگ اصلاح پر آمادہ نہیں اور نہ ہی اس تباہی کو روکنے میں سنجیدہ ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ادارے جن کا مقصد ہی دنیا میں امن قائم رکھنا تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی عالمی طاقتوں کی اجارہ داری کے زیر اثر آچکے ہیں۔ مثلاً اقوامِ متحدہ انتہائی کمزور اور تقریباً غیر فعال ہے۔ وہ عالمی طاقتیں جو ویٹو پاور رکھتی ہیں ہمیشہ غیر منصفانہ طور پر اسکا استعمال کرتی ہیں، گویا ان کے ہاتھ میں یہ تُرپ کا پتّا ہے جسے جب چاہا جہاں چاہا استعمال کرلیا۔ اگر ویٹو پاور کا یونہی غیر منصفانہ استعمال ہوتا رہا تو پھر امنِ عالم کا تصور ایک دیوانے کے خواب سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ کتنی ہی قومیں اور کتنے ہی ممالک عالمی طاقتوں کی اس رعونت اور بے رحمی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

ان دگرگوں حالات میں جہاں امنِ عالَم کی کوششیں بظاہر عبث معلوم ہوتی ہیں مَیں دنیا کو ایک بار پھر امن کی طرف بلا رہا ہوں کیونکہ اسلام اور بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہی ہے کہ مومن کا کام کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ پس ہم نے بہرحال سچ بولنا ہے اور دنیا کو سچائی کا آئینہ دکھاتے چلے جانا ہے کیونکہ سب سے بڑا جہاد یہی ہے کہ بلاخوف وخطر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔ پس جماعت احمدیہ ہمیشہ محکوم اقوام اور پسے ہوئے طبقات کیلئے پوری نیک نیتی کے ساتھ آواز بلند کرتی رہے گی خواہ ہماری آواز پر کوئی کان دھرے یا نہ دھرے۔ ہم اس سلسلے میں مسلسل کوشش کرتے رہیں گے اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لائیں گے۔

یقیناً آپ میں سے بعض یہ جانتے ہوں گے کہ جماعت احمدیہ کس طرح دنیا میں امن کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔ وہ طبقات جو عدم مساوات، ظلم اور ناانصافی کی وجہ سے محرومیوں کا شکار ہیں جماعت احمدیہ ان کی محرومیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اب مَیں ان ذرائع کا کچھ ذکر کروں گا کہ جنہیں اختیار کر کے دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو دنیا کے کسی مذہب کے بانی خواہ وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں، خواہ مسیح علیہ السلام ہوں یا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم غرض کسی بانیٔ مذہب نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ظلم و زیادتی سے دنیا کا امن تباہ کر دیا جائے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اسلام کے تو معنی ہی امن وسلامتی کے ہیں۔ پس اسلامی تعلیمات کو جس زاویے سے بھی دیکھا جائے یہ باہمی خیر وبھلائی اور امن وسلامتی کی تعلیم ہی نظر آئے گی۔

قرآن کریم نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم ظلم کرتی ہے تو اس صورت میں بھی دوسری قوم کو حد سے بڑھ کر زیادتی کا اختیار نہیں۔ فرمایا تمہارے لیے معاف کرنا بہتر تو ہے مگر یہ مدنظر رہے کہ آیا معاف کرنا اصلاح کا باعث ہوگا یا نہیں۔

اگر ایک فریق معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور جنگ کی طرف جائے تو دیگر اقوام حملہ کرنے والے کے خلاف متحد ہوجائیں یہاں تک کہ وہ جارحانہ عمل سے باز آجائے اور جب وہ ایک مرتبہ جنگ سے رک جائے تو دیگر اقوام بھی طاقت کا استعمال نہ کریں۔ دیرپا امن کو انصاف کے ذریعہ قائم کرنے کا مقصد ہمیشہ مدنظر رہنا چاہیے، یہ نہیں ہونا چاہئے کہ فریقِ ثالث فائدہ اٹھالے۔ اگر یہ اصول اقوام متحدہ اور دیگر متعلقہ شعبہ جات اپنے سامنے رکھیں تو تنازعات بہت آسانی سے ختم ہوجائیں گے۔

فرمایا دنیا میں جو تنازعات رونما ہو رہے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک اسرائیل اور حماس کی جنگ ہے۔ اسی طرح روس اور یوکرائن میں جنگ جاری ہے۔ بعض لوگ اسرائیل اور فلسطین کے تنازعہ کو مذہبی جنگ تصور کرتے ہیں۔ اسکے برعکس یہ جیو پولیٹیکل اور علاقائی تنازعہ ہے۔ یوکرائن کی جنگ تو واضح طور پر جیو پولیٹیکل جنگ ہے جو علاقائی وجوہات کی بنا پر لڑی جارہی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ صرف ایک راستہ سے ان جنگوں کو روکا جاسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ انصاف کو پھیلانے کی یقین دہانی کرائی جائے اور جو بھی تصفیہ ہو وہ مساوات کو سامنے رکھ کر کیا جائے۔ بصورت دیگر اقوام متحدہ یا عالمی قوانین کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر ایک ہی دستور اور قاعدہ ہوگا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

فرمایا جہاں تک یوکرائن جنگ کا تعلق ہے، روس کے پاس اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں ویٹو پاور ہے اسی طرح یوکرین کے حامی بھی ویٹو پاور رکھتے ہیں۔ اگر فریقین ویٹو استعمال کریں تو تصفیہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جب سے حالیہ جنگ شروع ہوئی ہے اسرائیل کے حق میں ویٹو پاور کو استعمال کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے 15 میں سے 13 ممبران نے فوری طور پر غزہ میں جنگ بندی کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ لیکن امریکہ نے اپنی ویٹو کی پاور استعمال کی اور ریزولیشن ناکام ہوگیا۔ وہاں امن کیسے قائم ہوسکتا ہے جہاں اکثریت کی رائے کو اس قدر آسانی سے رد کیا جاسکتا ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے یہ جمہوریت اور مساوات کو مسترد کرنا ہے۔

اسلام انصاف کو قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 9 میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی قوم یا لوگوں کی دشمنی تمہیں انصاف سے انحراف کی طرف نہ اکسائے۔ دیانتداری کو اختیار کرنا تقویٰ کے قریب ہے، یہاں تک کہ غیر مذہبی لوگ یقینی طور پر دیانتداری کو پہچان لیتے ہیں اور انصاف کے اس نمایاں معیار کو اپنانے کے فوائد جانتے ہیں۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ کیوں ان اسلامی تعلیمات کے باوجود جو میں بیان کر رہا ہوں، الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام ایک انتہا پسند مذہب ہے۔ یہ بحث گذشتہ دنوں میں بعض لوگوں کے اشتعال انگیز اور گمراہ کن بیانات کے ذریعے پھر سامنے آئی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ واضح ہوجانا چاہیے کہ جنگیں اور تنازعات جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے خلفائے کرام نے لڑیں وہ مکمل طور پر مدافعانہ نوعیت رکھتی تھیں۔ قرآن کریم مسلمانوں کو جنگ لڑنے کی صرف اس وقت اجازت دیتا ہے جب اسلام کے دشمنوں کی طرف سے بے رحمانہ حملہ ہو یا ظلم وستم کی انتہا ہوجائے۔ یہ اجازت قرآن کریم کی سورۃ الحج آیت 40 میں بیان ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم یہ واضح کرتا ہے کہ لڑائی کرنے کی اجازت دینے کا مقصد صرف اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کا دفاع کرنا ہے۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دوسروں پر ظلم کرنے والوں کو نہ روکا گیا تو چرچ، یہودی عبادت گاہیں، مندر اور مساجد اور تمام عبادتگاہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تباہ ہوجائیں گی۔ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کا دفاع اور حفاظت کرو بجائے اس کے کہ ان کو نقصان پہنچایا جائے۔ اسکے علاوہ آنحضرت ﷺ نے مسلمان فوج کو لڑائی کیلئے بہت سے قواعد وضوابط کی پاسداری کرنے کا ارشاد فرما رکھا ہے۔ پہلا یہ کہ جنگ ذاتی مقاصد اور زمینوں پر قبضہ اور دوسروں پر بالادستی کرنے کیلئے نہیں لڑی جائیں۔ مسلمانوں کو لڑائی کرنے کی صرف اس صورت میں اجازت دی گئی کہ اُن پر جنگ مسلط کردی جائے۔ اگر جنگ مسلط ہوجائے تو دوسری اقوام ظالم کو روکنے کیلئے متحد ہوجائیں، ایک مرتبہ ظالم طاقت استعمال کرنے سے رُک جائے تو دوسری اقوام فوری طور پر جنگ کو ختم کردیں اور امن کو قائم کرنے کی طرف متوجہ ہوجائیں۔

آنحضرت ﷺ نے سختی سے عام شہریوں کو جنگ کا نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔ یہ آجکل کی ماڈرن دنیا میں لڑی جانے والی جنگوں میں عام دیکھنے کو ملتا ہے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ جنگ کو جتنا محدود کر سکتے ہو کرو۔

فرمایا اسلام میں تو جنگی قیدیوں کے ساتھ انتہائی نرمی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہر قسم کے ظلم وسختی سے روکا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ دوسری قوموں کے نمائندگان سے عزت وتکریم اور احترام کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر یہ امن وسلامتی کے قیام کیلئے خطرہ ہوگا۔ یہ وہ بنیادی قوانین اور اصول ہیں جو اسلام نے جنگ سے متعلق قائم فرمائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جنگوں کا مقصد دراصل انصاف قائم کرنا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں آج کی جنگیں تو مکمل طور پر ذاتی مفاد کی خاطر لڑی جارہی ہیں۔ اگر مسلم حکومتیں یا قومیں ان جنگوں میں شامل ہوتی ہیں تو انہیں بلاشبہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان جنگوں میں لڑنا چاہئے۔ اگر مسلم قومیں اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہوں تو حالات اس قدر خراب نہیں ہوں گے اور نہ ہی اس قدر شدید خلفشار، دشمنی، عداوت اور منافرت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگی جو نسل درنسل چلتی رہے۔ پس تمام وہ اقوام جو جنگوں میں ملوث ہیں خواہ وہ مغربی اقوام ہوں جن میں اسلام اور اسلامی دنیا سے نفرت پیدا ہوگئی ہے یا مسلمان ہوں اُنہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ امن وسلامتی کا قیام تب ہی ممکن ہے جب اسلامی اصولوں کے مطابق جنگیں لڑی جائیں اور اختلافات کا تصفیہ کیا جائے ورنہ ہم ایک ایسی عالمی تباہی کے دہانے پر کھڑے رہیں گے جسکا بیان ممکن نہیں اور جس سے ایسے ہولناک نتائج نکلیں گے کہ آنے والی نسلوں کو اسکی قیمت چکانی پڑے گی۔

اب تو یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ دنیا ایک جوہری تباہی کے دہانے پر ہے اور اسکی وجہ مغربی قوموں کے سربراہان اور راہنماؤں کی عدم دلچسپی ہے جس کی وجہ سے جنگ بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ایک پروفیسر کا کہنا ہے کہ مغربی قوموں کا یہ جو نظریہ ہے کہ رشیا اور چین بُری قومیں ہیں اور یہ ممالک ہر لحاظ سے ہمارے دشمن ہیں تو یہ لوگوں کے ذہنوں کو خراب کر رہا ہے نیز اسکے ذریعہ دشمنی اور عداوت پیدا کی جارہی ہے۔ اس وقت جس حد تک خطرات بڑھ چکے ہیں یورپی راہنماؤں کو چاہئے کہ اپنے مفاد کی خاطر ہی دیکھیں کہ ان کی اپنی سلامتی کو خطرہ ہے۔ ایک امریکی سینیٹر برنی سانڈرز کہتے ہیں کہ اس جنگ کے نتیجے میں 25/26 ہزار لوگوں کا قتل ہوگیا ہے جس میں دو تہائی عورتیں یا بچے ہیں۔ 65/ ہزار لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ کئی لاکھ بچے بھوک کی وجہ سے موت کے منہ تک پہنچ گئے ہیں اور ان کی کوئی مدد نہیں کی جارہی۔ مغربی حکومتیں اس لحاظ سے اسرائیل کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور یہ بھی ظلم میں شامل ہونے کے مترادف ہے۔ جس طرح ہولوکاسٹ میں لاکھوں یہودیوں کو مارا گیا تو اب اسی طرح کئی لاکھ فلسطینیوں کو اُن کے اپنے گھروں سے بے گھر کیا گیا ہے۔ انہیں اپنی زمین پر رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کئی ایسے مبصرین اور تبصرہ نگار ہیں جو ابھی کھل کر اسرائیل کی استحصالی پالیسی کا ذکر کر رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اس سے کوئی خوشی محسوس نہیں ہوتی کہ میں ان باتوں کو بیان کروں لیکن میں دعا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دنیا کو جلد از جلد عقل آجائے تاکہ اس ظلم و زیادتی اور ان جنگوں کو ختم کیا جائے۔ اس وقت اسرائیل اور فلسطین کے مابین اور روس اور یوکرائن کے درمیان مکمل جنگ بندی کی ضرورت ہے ورنہ ان جنگوں کے نتیجے میں سب کو نقصان پہنچے گا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو ان جنگوں کے بداثرات سے بچایا جائے اور آنے والی نسلوں میں معذور بچے نہ پیدا ہوں تو پھر چاہئے کہ پالیسی بنانے والے تمام لوگ اور ادارے اپنے ذاتی مفادات کی بجائے سنجیدگی اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کریں۔ اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بقا کی خاطر کوشش کریں اور آنے والی نسلوں کیلئے ایسی دنیا چھوڑیں جو امن وسلامتی کی دنیا ہو۔ ہم سب کو اپنی تمام تر توانائیاں اور کوششیں اسی بات میں صَرف کرنی چاہئیں۔

حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ آج یہاں تشریف لائے اور اُنہوں نے میرا خطاب سنا۔ مَیں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے ایک طویل خطاب کرنا پڑا لیکن حالات کے مدنظر یہ ضروری تھا۔ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکرگزار ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22/مارچ 2024ء)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9 جنوری 2024ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر اور غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ شاہدہ صدیقہ مرزا صاحبہ

اہلیہ مکرم ظفر محمود مرزا صاحب مرحوم (یو۔کے)

30/دسمبر 2023ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ (المعروف مغل) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ نے 13 سال تک سینٹ جارجز ہسپتال میں کام کیا اور ایک Autistic بیٹے کی دیکھ بھال بھی کرتی رہیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، بہت ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ باوجود تنگ دستی کے ہمیشہ اپنے عزیزوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھا کرتی تھیں۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں 4 بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم مرزا بیب احمد صاحب (مربی سلسلہ یو۔کے) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) محترم ناصر احمد سعید صاحب

ابن مکرم چودھری عبدالحمید صاحب (فیصل آباد)

19/دسمبر 2023ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1974ء کے واقعات سے متاثر ہو کر 1975ء کے آغاز میں خود بیعت کر کے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی۔ شروع سے ہی جماعتی خدمت میں مصروف رہے۔ خدام الاحمدیہ میں فیصل آباد کی ضلعی عاملہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ 6 سال حلقہ ناظم آباد کے صدر اور 14 سال سے زائد عرصہ زعیم اعلیٰ انصار اللہ مجلس دار الفضل (فیصل آباد) رہے اور تا وقت وفات اسی خدمت پر مامور تھے۔ آپ نے جب بیعت کی اس وقت سے ہی خلافت سے اور مرکز سے بہت مضبوط رابطہ قائم رکھا۔ اپنے گاؤں 57 ج ب بڑا گھیالہ سے سائیکل پر ربوہ آیا کرتے تھے۔ الفضل اخبار شروع سے ہی لگوایا ہوا تھا۔ آپ کو نمایاں ہونے کا شوق نہیں تھا۔ نہایت خاموشی اور عاجزی سے خدمت سر انجام دیتے چلے جاتے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا خاص شوق تھا۔ خلافت کی طرف سے جو بھی تحریک آتی، دل و جان سے اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، غریب پرور، نرم دل، ہمدرد اور صلہ رحمی کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ناصف احمد صاحب مربی سلسلہ آج کل چنیوٹ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ عائشہ عشرت صاحبہ

بنت مکرم مولانا ظل الرحمٰن صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ (بنگلہ دیش)

15/اپریل 2023ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کی پیدائش قادیان کی ہے۔ چھوٹی عمر میں قادیان کے پاکیزہ ماحول میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے سایہ میں تربیت حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ نہایت پارسا، دعا گو اور خلافت سے بہت گہرا تعلق رکھنے والی، چندوں میں باقاعدہ ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرم منور احمد کالا افغانہ صاحب

(پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ابن مکرم محمد احمد صاحب کالا افغانہ مرحوم (درویش قادیان)

7/نومبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کو 45 سال صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف دفاتر میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحوم صابر و شاکر، ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، جماعتی کاموں میں پیش پیش رہنے والے مخلص انسان تھے۔ چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم چودھری فقیر حسین بٹر صاحب

ابن مکرم برکت علی صاحب

(کرتو مریدکے ضلع شیخوپورہ، حال ربوہ)

17/اگست 2023ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے زعیم انصار اللہ، قائد مجلس، صدر جماعت، امیر حلقہ اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، دینی غیرت رکھنے والے، بڑے نڈر، مخلص اور نیک انسان تھے۔ مالی قربانی میں صف اوّل کے مجاہد تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بھائی شامل ہیں۔

(5) مکرم ریاض الدین احمد صاحب ابن مکرم محمد احمد صاحب مرحوم (آف مردان حال کینیڈا)

15 نومبر 2023ء کو 63 سال کی عمر میں کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولانا معین الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ مرحوم نہایت مخلص خادم سلسلہ تھے۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے علاوہ بطور سیکرٹری وقف نو ضلع مردان خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم اگست 2021ء میں کینیڈا منتقل ہوئے۔ کینیڈا میں قیام کے دوران جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ، غریب پرور، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مردان اور پشاور میں اپنی نیکی اور خدمت دین کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

(6) مکرمہ صبیحہ مسعود صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد مسعود اقبال صاحب

(سابق صدر حلقہ سرے ایسٹ، وینکوور، کینیڈا)

16/اکتوبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم شیخ عبدالرشید بٹالوی صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت بٹالہ انڈیا) کی نواسی اور مکرم آغا محمود الٰہی خان صاحب مرحوم (سابق سیکرٹری مال حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ شعبہ تعلیم سے منسلک ہونے کی وجہ سے جماعت کا پیغام پہنچانے میں ہمیشہ مشغول رہتی تھیں۔

(7) مکرم محمد سلیمان سندھو صاحب

ابن مکرم نذیر احمد صاحب

(تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ)

25/جون 2023ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے پڑدادا حضرت چودھری خدا بخش صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ ایک لمبا عرصہ شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ پنجوقتہ نماز وں اور تلاوت قرآن کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ہمدرد، مخلص، شریف النفس اور اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک انسان تھے۔ اپنے علاقہ کے غیر احمدی مستحقین کی بھی مدد کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا مضبوط تعلق تھا اور یہی وصف اپنی اولاد میں بھی پیدا کیا۔ صدر جماعت تلونڈی کھجور والی کے علاوہ سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف نو اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆......☆......

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی درجہ دوم

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 2+10 %45 فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچے کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے

جز اوّل☆قرآن کریم ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ☆چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات) جز دوم**☆کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات☆مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ☆نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات) جز سوم**☆انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10) **(20 نمبرات) جز چہارم**☆حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات) جز پنجم**☆معلومات عامہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ وانٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے

(نوٹ: تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان (پن کوڈ-143516)

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اتار دے قبل اسکے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے

پس اب اللہ کا نام لے کر چلو اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی

غزوۂ احد پر روانگی کے دوران پیش آنے والے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8 / دسمبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال کفار کے لشکر نے بدر کے میدان سے بھاگتے ہوئے کیا اعلان کیا تھا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کفار کے لشکر نے بدر کے میدان سے بھاگتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگلے سال ہم دوبارہ مدینہ پر حملہ کریں گے اور اپنی شکست کا مسلمانوں سے بدلہ لیں گے۔

سوال جنگ بدر کے بعد کفار مکہ کے غصے کا کیا عالم تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مکہ والوں کے غصہ کا یہ حال تھا کہ بدر کی جنگ کے بعد انہوں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ کسی شخص کو اپنے مُردوں پر رونے کی اجازت نہیں اور جو تجارتی قافلے آئیں گے ان کی آمد آئندہ جنگ کیلئے محفوظ رکھی جائے گی۔ چنانچہ بڑی تیاری کے بعد تین ہزار سپاہیوں سے زیادہ تعداد کا ایک لشکر ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ پر حملہ آور ہوا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دوران صحابہ کرام کو اپنی کون سی خواب بیان فرمائی اور ان کی رسول کریم ﷺ نے کیا تعبیر بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دوران صحابہ کرام کو اپنی خواب بیان فرمائی کہ میں مَیں نے چند گائیں دیکھی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور پھر یہ کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زِرہ کے اندر ڈالا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں ایک مینڈھے کی پیٹھ پر سوار ہوں۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے اِن خوابوں کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپؐ نے فرمایا گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بعض صحابہؓ شہید ہوں گے اور تلوار کا سرا ٹوٹنے سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی اہم وجود شہید ہوگا یا شاید مجھے ہی اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا مدینہ میں ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفار کے لشکر کے سردار پر ہم غالب آئیں گے۔

سوال اس خواب کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کن استعارات کا ذکر فرمایا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استعارات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ استعارات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات اور خوابوں میں پائے جاتے ہیں وہ حدیثوں کے پڑھنے والوں پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ کبھی کشفی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں میں دو سونے کے کڑے پہنے ہوئے دکھائی دئے اور ان سے دو کذاب مراد لئے گئے جنہوں نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور کبھی آنحضرت ﷺ کو اپنی رؤیا اور کشف میں گائیاں ذبح ہوتی نظر آئیں اور ان سے مراد وہ صحابہؓ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے ...... ایسا ہی بہت سی نظیریں دوسرے انبیاء کے مکاشفات میں پائی جاتی ہیں کہ بظاہر صورت ان پر کچھ ظاہر کیا گیا اور دراصل اس سے مراد کچھ اَور تھا۔ سو انبیاء کے کلمات میں استعارہ اور مجاز کا داخل ہونا کوئی شاذ و نادر امر نہیں ہے۔

سوال جنگ احد کیلئے تیاری اور صحابہؓ کی غلطی کے احساس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور صحابہؓ کی غلطی کے احساس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ اپنے گھر میں تشریف لے گئے جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مدد سے آپؐ نے عمامہ باندھا اور لباس پہنا۔ پھر ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ لیکن اتنے عرصہ میں ان کو بعض صحابہؓ کے کہنے پر اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جب یہ ان کو احساس ہوا تو اکثر ان میں سے پشیمانی کی طرف مائل تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہتھیار لگائے اور دوہری زرہ اور خود وغیرہ پہنے ہوئے تشریف لاتے دیکھا تو ان کی ندامت اَور بھی زیادہ ہوگئی اور انہوں نے قریباً ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم سے غلطی ہوگئی کہ ہم نے آپؐ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار کیا۔ آپ ﷺ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں اسی طرح کارروائی فرمائیں۔ ان شاء اللہ اسی میں برکت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے۔ پس اب اللہ کا نام لے کر چلو۔ اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دوران قبیلہ اوس، قبیلہ خزرج اور مہاجرین کا جھنڈا کس کو عنایت فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر تین نیزے منگوائے اور ان پر تین جھنڈے باندھے اور قبیلہ اوس کا جھنڈا اُسید بن حضیرؓ کو دیا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حُباب بن مُنذِرؓ کو دیا اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا۔

سوال غزوۂ احد میں مسلمانوں کے پاس کتنے گھوڑے تھے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جس کا نام سَکْب تھا اور دوسرا گھوڑا حضرت ابو بُردہؓ کے پاس تھا جس کا نام مُلَاوِح تھا۔

سوال رسول کریم ﷺ نے سمرہ بن جندب کو جنگ احد میں کب جانے کی اجازت مرحمت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن خدیج کو جنگ احد میں تیر انداز کے طور پر مقرر فرمایا تو سمرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن خدیج کو اجازت دے دی ہے اور مجھے واپس کر دیا ہے حالانکہ میں کُشتی میں رافع بن خدیج کو پچھاڑ سکتا ہوں اس پر سَمُرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن خدیج کو اجازت دے دی ہے اور مجھے واپس کر دیا ہے حالانکہ میں کُشتی میں اس کو پچھاڑ سکتا ہوں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم دونوں کشتی کرو۔ کشتی میں سَمُرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا تو آپؐ نے اس کو بھی اجازت دے دی۔

سوال کب اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ والی آیت نازل ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب قبیلہ بنُو سَلمہ اور بنو حارثہ نے عبداللہ بن اُبَیّ کو غداری کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے لشکر کے دونوں بازوؤں پر تھے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو اس گناہ سے بچا لیا اور انہوں نے واپس جانے کا ارادہ ختم کر دیا اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ کہ جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ وہ بزدلی دکھائیں حالانکہ اللہ دونوں کا ولی تھا اور اللہ ہی پر مومنوں کو توکّل کرنا چاہئے۔

......☆......☆......☆......

کوئی کمانڈر خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو آپ ﷺ سے زیادہ باریک، نفیس اور باحکمت جنگی منصوبہ بندی تیار نہیں کر سکتا

آپ ﷺ عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں

میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ اس وقت کوئی مرد محافظ نہیں تھا (ابو دجانہؓ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 / دسمبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال کیا کوئی کمانڈر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جنگی منصوبہ بندی تیار کر سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کوئی کمانڈر خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو آپ ﷺ سے زیادہ باریک، نفیس اور باحکمت جنگی منصوبہ بندی تیار نہیں کر سکتا۔

سوال کفار کی عورتیں کس طرح مسلمان عورتوں کو نقصان پہنچاتی تھیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو درہ کی حفاظت کرنے کے متعلق کیا ہدایت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ کہ اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک رہے ہیں تو ہرگز اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف پیغام بھیجوں اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے دشمن قوم کو شکست دے دی اور ہم نے ان کو پامال کر دیا ہے تو بھی نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف پیغام بھیجوں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درہ کی حفاظت کا کس قدر خیال تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس بارے میں سیرت خاتم النّبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور احد کے دامن میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ایسے طریق پر کہ احد کی پہاڑی مسلمانوں کے پیچھے کی طرف آگئی اور مدینہ گویا سامنے رہا۔ اور اس طرح آپؐ نے لشکر کا عقب محفوظ کر لیا۔ عقب کی پہاڑی میں ایک درہ تھا جہاں سے حملہ ہوسکتا تھا۔ اس کی حفاظت کا آپؐ نے یہ انتظام فرمایا کہ عبداللہ بن جبیر کی سرداری میں پچاس تیرانداز صحابی وہاں متعین فرمادیئے اور ان کو تاکید فرمائی کہ خواہ کچھ ہوجاوے وہ اس جگہ کو نہ چھوڑیں اور دشمن پر تیر برساتے جائیں۔ آپؐ کو اس درہ کی حفاظت کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے عبداللہ بن جبیر سے بہ تکرار فرمایا کہ دیکھو یہ درہ کسی صورت میں خالی نہ رہے۔ حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ ہمیں فتح ہوگئی ہے اور دشمن پسپا ہوکر بھاگ نکلا ہے تو پھر بھی تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا اور اگر تم دیکھو کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے اور دشمن ہم پر غالب آگیا ہے تو پھر بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

سوال اسلامی لشکر کی صفیں کس طرح ترتیب دی گئی تھیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلامی لشکر کی صفوں میں انصار دائیں اور بائیں تھے یعنی میمنہ اور میسرہ پر انصار مدینہ تھے اور قلب لشکر جہاں دوران جنگ دشمن کا مکمل دباؤ ہوتا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کے ساتھ موجود تھے۔ اس وقت مہاجرین کے ساتھ درمیان میں آپؐ تھے۔ آپؐ کا مرکز قیام دوسری صف کے پیچھے بالکل درمیان میں تھا پہلی صف کے پیچھے فوری طور پہ درمیان میں دوسری صف میں آپؐ کھڑے تھے۔

سوال حضرت ابو دجانہ نے جنگ کے دوران کافر عورت پر کیوں نہیں تلوار چلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابودجانہ بیان کرتے ہیں کہ میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ اس وقت کوئی مرد محافظ نہیں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن کون سی دعا فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن یہ دعا فرما رہے تھے: اَللّٰھُمَّ، اِنَّكَ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

سوال عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے غزوۂ احد کے ایک دن پہلے کیا خواب دیکھی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی کیا تعبیر فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے بیان کیا کہ میں نے احد سے ایک دن پہلے خواب میں مبشر بن عبدالمنذر کو دیکھا۔ یہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ بس آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ فرمانے لگے جنت میں۔ اس میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے پھرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ بدر کے دن شہید نہیں ہو گئے تھے؟ کہنے لگے ہاں۔ پھر مجھے دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔ اس خواب کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوجابر! یہ شہادت کی خوشخبری ہے۔

سوال حضرت جابرؓ کے والد صاحب کی شہادت کب ہوئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ آپؓ کے والد احد کے دن شہید ہو گئے۔

سوال مشرکین کے علمبردار کا قتل ہونا کس خواب کی تصدیق تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مشرکین کے علمبردار کا قتل ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تصدیق تھی کہ ’’میں مینڈھے کے پیچھے سوار ہوں۔‘‘

سوال احد کے دن حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق کس طرح ادا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن ایک تلوار پکڑی اور فرمایا مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هٰذَا کہ اسے مجھ سے کون لے گا؟ تو سب نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا مَیں مَیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا: فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ کہ کون اس کو اسکے حق کے ساتھ لے گا؟ اس پر لوگ رک گئے تو حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہؓ نے کہا کہ میں اسکو اسکے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ انہوں نے تلوار لی اور مشرکوں کے سر پھاڑ دیے۔ یعنی اس کا حق ادا کیا۔

سوال حضور نے فلسطینیوں کیلئے کیا دعا کی تحریک فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فلسطینیوں کیلئے بھی دعائیں کرتے رہیں۔ ظلم کی انتہا دن بدن ہوتی چلی جا رہی ہے، بلکہ بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اب ظالموں کی پکڑ کے سامان کرے اور مظلوم فلسطینیوں کیلئے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ مسلمان ممالک کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ ان کی آواز ایک ہو اور وہ مسلمان بھائیوں کیلئے ان کا حق ادا کرنے کیلئے کوشش کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11660: میں قیصر جہاں زوجہ مکرم مرحوم محمد حلیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 57 سال تاریخ بیعت 1 جنوری 1982 ساکن: سمور ڈاکخانہ غازیپور ضلع فتحپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر وصول شدہ۔ زیورنقرئی: ایک جوڑی پائل 100 گرام، زیورطلائی ایک عدد ناک کی کیل 1 گرام، ایک عدد انگوٹھی 4 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 6 گرام (تمام زیورات 11 گرام 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از خوردونوش ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان الامۃ: قیصر جہاں گواہ: سرفراز خان

مسل نمبر 11661: میں احمد عبداللہ ولد مکرم ناصر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ریسرچر عمر 32 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: سویڈن، مستقل پتہ: گنیشا پورم نارتھ سٹریٹ میلامایالم صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 21 نومبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 28000 سیک ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عاصف محمود العبد: احمد عبداللہ گواہ: شاہد محمود

مسل نمبر 11662: میں یوسف وی پی ولد مکرم محی الدین کٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 20 مارچ 1966 پیدائشی احمدی ساکن یےلامالےاو ویلی ضلع نلگرس صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19 جنوری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 20000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: یوسف وی پی گواہ: یوسف کرشنا

مسل نمبر 11663: میں آصفہ اشرف زوجہ مکرم رسناس سی کے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 23 نومبر 1992 پیدائشی احمدی ساکن مہدی وہار ماما بزار پوسٹ آفس چکم خاندان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 20 اکتوبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورطلائی: 4 پاوان سونا 40 گرام 22 کیریٹ بشمول حق مہر۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: پی وی اشرف الامۃ: آصفہ اشرف گواہ: عارفہ پی پی

مسل نمبر 11664: میں فہمیدہ فردوس زوجہ مکرم فردوس وی ایچ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 19 اپریل 1979 پیدائشی احمدی ساکن وٹیکٹو (ایچ)، کلّور پوسٹ آفس تھریسور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 12 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورطلائی: 25 پاوان سونا 200 گرام بشمول حق مہر 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: باسل احمد وی ایف الامۃ: فاطمہ فردوس گواہ: کے ٹی حمزہ

مسل نمبر 11665: میں امتہ الوکیل بنت مکرم آئی آر انصار صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 18 اپریل 2004 پیدائشی احمدی ساکن پیڈی کائل مہدی منزل کولا پورم ضلع کولم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان نصیر الامۃ: امتہ الوکیل گواہ: آئی آر انصار

مسل نمبر 11666: میں بنت المہدی بنت مکرم آئی آر انصار صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالب دعا: شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant
!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!
Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)
طالب دعا: خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

ساکن پیڈی کائل مہدی منزل کولا پورم ضلع کولم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان نصیر　　الامۃ: بنت المہدی　　گواہ: انظر آئی آر

مسل نمبر 11667: میں سلیمہ صباح زوجہ مکرم صباح الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 24 فروری 1988 پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالانوار جنوبی ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: وزن 2 تولے مکمل سیٹ، ایک انگوٹھی ڈیڑھ گرام، بالیاں 2.3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 40 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: متین الرحمٰن　　الامۃ: سلیمہ صباح　　گواہ: صباح الدین

مسل نمبر 11668: میں عابد احمد ناصر ولد مکرم بشیر احمد دہلوی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹرین ڈرائیور عمر 68 سال پیدائشی احمدی ساکن وکٹوریا گارڈن یوکے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 جنوری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پراپرٹی بمقام وکٹوریہ گارڈن ہونسلو ہے۔ جس میں 50 فیصد حصہ ہے قیمت اندازاً 5 لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 2500 پاؤنڈ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منور احمد بٹ　　العبد: عابد احمد ناصر　　گواہ: مرزا عبد الواحد

مسل نمبر 11669: میں امتہ النور بنت مکرم محمد امان اللہ فراست صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 13 جولائی 2001 پیدائشی احمدی ساکن کاہلواں قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد حبیب اللہ عمر　　الامۃ: امتہ النور　　گواہ: امان اللہ فراست

مسل نمبر 11670: میں شہینہ ایس زوجہ مکرم پی اے محمد شریف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 29 مئی 1966 پیدائشی احمدی ساکن مہدی مندیرام پاڑا نارتھ کرونا گاپلی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) زمین 5 آرس 88 اسکوائر میٹر (2) زمین 9 آرس 30 اسکوائر میٹر (3) زمین 5 آرس 6 اسکوائر میٹر (4) زمین 3 آرس 24 اسکوائر میٹر، زیور طلائی 22 کیریٹ، 40 گرام حق مہر۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: پی اے محمد شریف　　الامۃ: شہینہ ایس　　گواہ: ریاض الدین ایس

مسل نمبر 11671: میں عاصمہ بیگم زوجہ مکرم مظفر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 18 مئی 1976 پیدائشی احمدی ساکن پنگارسنگھ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے پھول دو جوڑی 10 گرام، منگل سوتر دو عدد 10 گرام (تمام زیورات 20 کیریٹ) زیور نقرئی: دو جوڑی پازیب 150 گرام۔ حق مہر 30 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فقیر الدین خان　　الامۃ: عاصمہ بیگم　　گواہ: مظفر خان

مسل نمبر 11672: میں شریفاً بی بی زوجہ مکرم معین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16/اگست 1974 پیدائشی احمدی ساکن پنگارسنگھ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار، ایک جوڑی کان کے پھول 15 گرام تمام زیورات 20 کیریٹ۔ حق مہر 12000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: معین خان　　الامۃ: شریفاً بی بی　　گواہ: فقیر الدین خان

مسل نمبر 11673: میں منصورہ بی بی زوجہ مکرم نور اللہ خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17 جنوری 1967 پیدائشی احمدی ساکن پنگارسنگھ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کی چین 10 گرام، دو جوڑی کان کے پھول 5 گرام (تمام زیورات 20 کیریٹ) حق مہر 7525 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فقیر الدین خان　　الامۃ: منصورہ بی بی　　گواہ: روشن احمد تنویر

مسل نمبر 11674: میں تسلیم عارف ولد مکرم ارشاد احمد ٹھوکر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 9 جون 2004 پیدائشی احمدی ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 فروری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبد الشکور　　العبد: تسلیم عارف　　گواہ: نیاز احمد بٹ

مسل نمبر 11675: میں سلمہ بی شیخ انصاری زوجہ مکرم محمد عثمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 اکتوبر 1977 تاریخ بیعت 1993 موجودہ پتہ: احمدیہ مسلم قبرستان Bhuiwada پر بھونگر ممبئ دھن سنگھ پور ضلع چاکسکرن فتحپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 نومبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا لاکٹ 2 گرام، ناک کی نتھنی 0.5 گرام، کان کی بالیاں 2.5 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: کل 12 تولہ۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: شیخ اسحٰق صاحب　　الامۃ: سلمہ بی شیخ　　گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 11676: میں امتہ العلیم سید بنت مکرم ایس ایم اے ظہیر صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 22 فروری 2002 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ C5-4/1.2 گرین لینڈ اپارٹمنٹ سی بی ڈی بیلاپور ناوی ممبئ مستقل پتہ: سونگڑا ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 نومبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک نوز پن، ایک امریکن ڈائمنڈ کان کی بالی 2.5 گرام، سونے کے ٹاپس 2.5 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: شیخ اسحاق　　الامۃ: امتہ العلیم سید　　گواہ: ایس ایم اے ظاہر

JYOTI SAW MILL
SAWMILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالبِ دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالبِ دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالبِ دعا: شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 28 - March - 2024 Issue. 13

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ نے تمام امور جو موجودہ ہیں یا پرانے زمانے میں تھے یا آئندہ ہوں گے ان سب کو قرآن مجید میں بیان کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے تمام راستے اس آخری کامل اور مکمل شریعت میں بیان کر دیئے ہیں، خوش قسمت ہیں وہ جو اس عظیم کتاب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس پر عمل کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لیں سچائی کو پکڑ لیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں پھر اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے پیار کے سلوک کے نظارے بھی دیکھیں گے

رمضان میں کم از کم ایک سیپارہ روزانہ تلاوت کرنی چاہئے تا کہ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل ہو جائے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/ مارچ 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی آیت 186 کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ پیش فرمانے کے بعد فرمایا:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کی اہمیت اس حوالے سے بیان فرمائی ہے کہ اس مہینے میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں تمام امور کا احاطہ کر کے، تمام ہدایات دے کر، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کے تمام راستے دکھا کر، شیطان کے تمام راستوں سے ہوشیار کر کے، موجودہ اور آئندہ آنے والے امور کی طرف رہنمائی کر کے، ان کے خطرات سے آگاہ کر کے، ان سے بچنے کے راستے دکھا کر، دہریت کا مقابلہ کرنے کے راستے دکھا کر، شرک سے ہوشیار کرنے اور اس سے بچنے کے طریقے سکھا کر، غرض کہ تمام امور جو موجودہ ہیں یا پرانے زمانے میں تھے یا آئندہ ہوں گے ان سب کو قرآن مجید میں بیان کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے تمام راستے اس آخری کامل اور مکمل شریعت میں بیان کر دیئے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس عظیم کتاب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس پر عمل کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لیں۔ سچائی کو پکڑ لیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں پھر اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے پیار کے سلوک کے نظارے بھی دیکھیں گے۔

پس یہ ہے رمضان کے مہینے کی اہمیت ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت ہم پر اتاری ہے اور اس کتاب میں ہمیں روزوں کی فرضیت اور عبادتوں کے طریقے بھی سکھائے۔ اگر ہم صرف یہ سمجھیں کہ رمضان کے مہینے کی اہمیت صرف اتنی ہے کہ اس میں روزے فرض کر دیئے اور قرآن کریم نازل کر دیا تو کافی نہیں ہے جب تک ہم اس کامل ہدایت کے بارے میں ادراک حاصل نہ کریں اور پھر اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل نہ بنائیں۔ پس اس کیلئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تفاسیر بھی پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ اس عظیم کلام اور ہدایت کو سمجھ کر ہم اس پر عمل کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جو قرآن کریم کے حوالے سے خزانہ عطا فرمایا ہے اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا بھی انتہائی اہم ہے جس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس اس کی طرف ہمیں خاص توجہ کرنی چاہئے۔ رمضان میں روزے رکھنے یا فرض نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے یا کچھ نوافل پڑھ لینے سے رمضان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کو پڑھنے اور اسکے احکامات تلاش کر کے اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کا ادراک حاصل کرنے اور اس سے فیض پاتے ہوئے اسکی برکات حاصل کرنے کے راستے دکھانے کیلئے بیشمار ارشادات اور تحریرات ہمارے لئے چھوڑی ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے ہم حقیقی رنگ میں قرآن کریم سے فیض اٹھانے والے بن سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرنے سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کے بارے میں بتا دوں کہ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ رمضان میں کم از کم ایک سیپارہ روزانہ تلاوت کرنی چاہئے تا کہ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل ہو جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں نازل شدہ قرآن کریم کا ایک دور مکمل کروایا کرتے تھے اور آخری سال میں مکمل قرآن کریم کا دو مرتبہ دور مکمل کیا۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پھر قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی اس کے ساتھ پڑھنے میں شریک ہو جائیں گی۔ فرمایا اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔

میں کہتا ہوں درحقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کیلئے کارگر ہوگا اور پہلے بھی قرن اولیٰ میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اس قوم کو جو اس کے اختیار کرنے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرا بھی تردد اور تذبذب میں نہیں پڑی۔ بڑے جوش اور خوشی سے آگے بڑھ کر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔ جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کے چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ اور یہ دنیا کی کامیابی بھی ہے اور دین کی کامیابی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے۔ دنیادار تو صرف دنیاوی کامیابیوں پہ انحصار کرتے ہیں اگر ہر قسم کی کامیابی لینی چاہئے تو قرآن کریم میں ملے گی۔ فرمایا قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ آپ تو یہ حال ہے چھپ کے عبادتیں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں ہم بادشاہ بنیں گے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے اور انہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت مصفیٰ اور شیریں اور خنک اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے کے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اسکے پاس نہیں جاتا۔

فرمایا: یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لاانتہا برکات سے حصہ دیتا ہے۔ ایسی برکات اسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک عفو گناہ بھی ہے کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے کامل کتاب ہونے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں: مَیں قرآن اور احکام قرآنی کی خدمت اور آنحضرت ﷺ کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں اور جان تک میں نے اپنی اس راہ میں لگا دی ہے اور میرا یقین کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اسکی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت ﷺ کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے والے کو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ ان سارے سوالوں کا جواب ہے جو ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا قرآن کریم کی تعلیم سے نجات کی راہ اور نور ملتا ہے۔ فرمایا اس کے علاوہ اور کوئی کتاب ہے ہی نہیں جو یہ نور دے سکے اور ہدایت دے سکے فرماتے ہیں سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اس کی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمیٰ تک پہنچاتی ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے فلسطینیوں کیلئے، پاکستان اور یمن کے اسیران راہ مولیٰ کیلئے اور پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعا کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکیر خیر فرمایا بلندی درجات کیلئے دعا کی اور جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب آف امریکہ، مکرم حسن عابدین آغا صاحب آف سیریا حال کینیڈا، مکرم عثمان حسین محمد خیر صاحب آف سعودی عرب، مکرم محمد ظہرابی صاحب آف الجزائر، مکرم سعید احمد وڑائچ صاحب آف ربوہ، مکرم شہباز گوندل صاحب آف ربوہ حال ہالینڈ۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad